عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت ۱۰ روپے
جلد:۳۴ | ۱۰ تا ۱۶ر جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ر مارچ ۲۰۱۵ء | شمارہ:۹

اعتدال و میانہ روی اور آدابِ اختلاف

عالمِ اسلام پر مغرب کا تسلّط
اسباب و نتائج

دینی مدارس کے خلاف معرکہ آرائی کیوں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

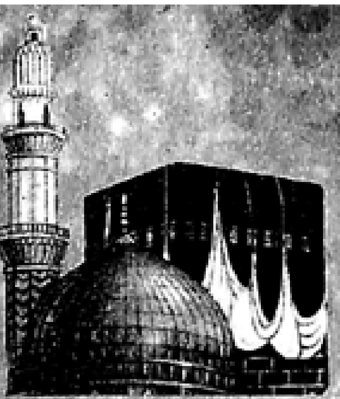

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

سابقہ اور موجودہ طلاق کا شرعی حکم

ممتاز حسین، کراچی

س:...... میری شادی ۱۹۸۷ء میں ہوئی تھی۔ اس کے چار سال بعد میں نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں اور اب میں نے ۲۰۱۴ء میں تیسری دفعہ طلاق دی۔ کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ دو طلاق کے بعد بیوی سے شوہر رجوع کرچکا تھا، مہربانی فرماکر تحریر میں لکھ دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

ج:...... بصورت مسؤلہ ۲۰۱۴ء میں آپ نے اپنی بیوی کو جو ایک طلاق دی ہے، یہ بھی آپ کی بیوی پر واقع ہوچکی ہے۔ سابقہ دو طلاقوں کے ساتھ مل کر مجموعی طور پر یہ کل تین طلاقیں ہوگئی ہیں، لہٰذا آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہونے کی وجہ سے یہ آپ پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، آئندہ کے لئے آپ دونوں کا ایک ساتھ رہنا یا میاں بیوی جیسا تعلق قائم رکھنا جائز نہیں۔ عدت گزارنے کے بعد آپ کی بیوی آپ کے نکاح سے آزاد ہوگی، جہاں چاہے وہ نکاح کرسکے گی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

دو طلاق رجعی کا حکم

محمد آصف جمیل کراچی

س:...... عرض یہ ہے کہ ہم میاں بیوی کی لڑائی ہوئی، لڑائی کچھ زیادہ ہوگئی۔ اس وجہ سے غصہ میں میرے منہ سے طلاق کے الفاظ نکل گئے، میں نے زبانی طور پر اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے: ”میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں“ اب میں اور بیگم دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ واضح رہے کہ طلاق ۱۴ر مئی ۲۰۱۴ء کو دی تھی۔ کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟

ج:...... بصورت مسؤلہ اگر واقعتاً سائل کا بیان درست ہے کہ اس نے صرف دو مرتبہ طلاق کے مذکورہ بالا الفاظ کہے تھے، تین مرتبہ نہیں کہے تھے، تو اس صورت میں اس کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے دوران شوہر اگر چاہے تو بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور رجوع کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے بیوی سے کہہ دے کہ: ”میں نے تجھ سے رجوع کرلیا“ اس کے بعد وہ دونوں حسب سابق میاں بیوی کی طرح ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، البتہ آئندہ طلاق دینے میں سخت احتیاط لازم ہے، کیونکہ اگر شوہر ایک مرتبہ بھی طلاق دے گا تو بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور آپس میں دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہوسکے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دادی کا دودھ پینے والے بچوں کے نکاح کا حکم

س:...... ایک عورت ہے اس کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے، اب عورت کا جو بیٹا ہے اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں، اسی طرح عورت کی جو بیٹی ہے، اس کے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ عورت کے جو بیٹا اور بیٹی ہے، ان دونوں کی بڑی جو اولاد ہے انہوں نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے اور جو چھوٹے ہیں، انہوں نے دودھ نہیں پیا ہے ان کے بارے میں بتائیں ان دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں مذکورہ عورت کے جن پوتوں، پوتیوں اور نواسوں، نواسیوں نے اس کا دودھ پیا ہے چونکہ وہ سب آپس میں رضاعی بہن بھائی بن گئے ہیں، لہٰذا ان کا آپس میں نکاح کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ ان کا نکاح جائز ہے۔ جنہوں نے دودھ نہیں پیا ہے البتہ جانبین سے جن پوتوں، پوتیوں اور نواسوں، نواسیوں نے مذکورہ عورت (یعنی دادی، نانی) کا دودھ نہیں پیا ہے، ان کا آپس میں نکاح کرنا جائز ہے: ”قال تعالیٰ: واحل لکم ماوراء ذلکم ای ماعدا ماذکرن من المحارم، ھن حلال لکم قالہ عطاء وغیرہ (تفسیر ابن کثیر، ص:۲۳۰/۲ سورۂ نساء:۲۴، طبع رشیدیہ) احکام القرآن للجصاص: ص۱۲۹/۲۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۴ — ۱۰تا۱۶ / جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ / مارچ ۲۰۱۵ء — شمارہ: ۹

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دینی مدارس کے خلاف معرکہ آرائی کیوں؟	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
عالم اسلام پر مغرب کا تسلط.....اسباب ونتائج	۷	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
اعتدال ومیانہ روی اور آداب اختلاف	۱۱	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی	۱۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحریک ختم نبوت میں بہاولپور کا کردار (۴)	۲۰	. . . .
موبائل فون کے ضروری احکام	۲۲	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱، ۴۵۸۳۴۸۶-۰۶۱

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

دینی مدارس کے خلاف معرکہ آرائی کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۲۰،۲۱؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ، مطابق ۱۳،۱۴؍جنوری ۲۰۱۵ء بروز منگل، بدھ محترم جناب سلیم صافی صاحب کا کالم ''دینی مدارس، اصل مسئلہ اور حل'' کے نام سے روزنامہ جنگ میں دو اقساط میں شائع ہوا ہے، جس میں جناب موصوف نے مدارس اور اہل مدارس کے بارہ میں پائی جانے والی کئی ساری غلط فہمیوں کے ازالہ کی عمدہ، جاندار اور احسن کوشش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن موصوف نے اپنے اسی کالم میں مدارس، اہل مدارس، نصاب اور نظام تعلیم کے متعلق جناب جاوید احمد غامدی کی ایک تحریر کے حوالہ سے ایسی چند بے بنیاد اور بے حقیقت باتیں بھی تحریر فرمادی ہیں، جن کی نشاندہی اور صحیح صورتحال سے آگاہی کی ضرورت ہے۔

محترم جناب! اس بات سے یقیناً آپ واقف ہوں گے کہ ہر دور میں ایک طبقہ ایسا رہا ہے، جو ہمیشہ حکومت اور علمائے حق کے درمیان منافرت اور منازعت اور دینی مدارس کے خلاف معرکہ آرائی کو ملک وملت کی سب سے بڑی خدمت تصور کرتا ہے، اور بار بار وقفے وقفے سے اس پروپیگنڈہ کو ہوا دیتا رہتا ہے کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل دورِ جدید کے تقاضوں اور ضروریات سے نابلد اور بے خبر ہیں۔ حالانکہ اہل بصیرت علمائے حق دورِ جدید کے تقاضوں سے نہ صرف یہ کہ باخبر ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی تدریس، تعمیل اور ترویج کے ساتھ ساتھ مسلم امراء اور عام مسلمانوں کی بھی قرآن وسنت کی روشنی میں خیر خواہی اور راہنمائی کرتے آئے ہیں۔

2:...... صحیح صورتحال یہ ہے کہ ملاحدہ اور تجدد پسندوں کی ایک کھیپ کا مقصد امت مسلمہ کو اس کے ماضی سے کاٹ دینا اور اسے دین اسلام کی چودہ سو سالہ متفقہ اور متوارث تعبیر سے محروم کردینا ہے اور یہ اپنے غلط نظریات، پریشان خیالات اور ہویٰ وہوس سے معمور افکار کی ترویج کے لیے اپنے آپ کو ہمیشہ صاحب اختیار وصاحب اقتدار لوگوں کے ساتھ نتھی کرلینے میں مصلحت تصور کرتی اور اس میں اپنی عافیت سمجھتی ہے اور جب بھی ان کی کج روی اور غلط روی پر انہیں ٹوکا جاتا ہے تو ٹوکنے والوں کے خلاف شور مچادیا جاتا ہے کہ یہ دورِ جدید کے تقاضوں سے واقف نہیں۔ حالانکہ علمائے امت، مسلم معاشرہ میں ہی رہتے ہیں اور ان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی مسلمانوں کے روزمرہ معاملات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھنے اور اس پر گامزن رکھنے کی کوششوں میں صرف ہوتی ہے۔

باشعور اور اہل بصیرت حضرات جانتے ہیں اور اس کے قائل ہیں کہ اگر یہ علمائے امت، دینی ادارے اور دینی مدارس نہ ہوتے تو آج امت مسلمہ کو دین متین کی صحیح شکل ملنا مشکل تھی اور اسی طرح معاشرہ میں باطل کے پھیلائے گئے پروپیگنڈے اور جال سے مسلمانوں کو چھٹکارا نہ ملتا۔

3:...... ہمیں یہ بھی باور کرنا اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا دستور، نصب العین اور سپریم لا اتھارٹی قرآن وسنت ہی ہے اور ایک مسلمان کی پیدائش سے موت تک تمام مراحل کی راہنمائی آپ ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے فرمادی ہے۔ ایک شفیق باپ اپنی اولاد کی اتنا اچھی اور صحیح راہنمائی نہیں کرسکتا جتنا آپ ﷺ نے اپنی امت کی راہنمائی فرمائی ہے۔ اور ایک مسلمان کی زندگی اسی میں دائر رہے گی، اس سے باہر نکلنے کی کوئی کوشش کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا ظالم، فاسق اور کافر کہلائے گا۔

4:...... قرآن وسنت کی وہی تشریح معتبر ہوگی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسط سے تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور نسلاً بعد نسل تعلیم وتعلم کے ذریعہ ہر دور میں امت تک پہنچتی رہی۔ تحقیق کے نام پر اپنی رائے سے قرآن کریم کی من مانی تشریح کرنا اور ایسی باتیں پیش کرنا جن کا ثبوت نہ تو قرآن کریم میں ہو اور نہ ہی احادیث رسول اللہ میں ہو، اس کو دجل، کذب اور فتنہ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے آپ ﷺ نے صراحت کے ساتھ امت کو منع فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ا:...... ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الأحادیث بمالم تسمعوا أنتم

و لا آبائکم فایاکم و ایاھم لایضلونکم و لایفتنونکم۔‘‘ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ،ص:۲۸)

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں دھوکے باز جھوٹے ہوں گے، وہ تمہارے پاس ایسی حدیثیں لے کر آئیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تو تم ان سے اپنے آپ کو بچانا، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور تمہیں آزمائش میں نہ ڈال دیں۔‘‘

۲:...... ’’من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہٗ من النار۔‘‘ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ،ص:۳۵)

ترجمہ: ’’جس نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کوئی بات کہہ دی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔‘‘

۳:...... ’’من قال فی القرآن برأیہ فأصاب فھو أخطأ۔‘‘ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ،ص:۳۵)

ترجمہ: ’’جس نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کوئی بات کہہ دی اور پھر وہ ٹھیک بھی تھی تو اس نے تب بھی غلطی کی۔‘‘

اسی لیے علمائے امت نے قرآن کریم کی تفسیر ہمیشہ وہی کی ہے جو حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے فرمائی ہے، تاکہ اس میں اپنی رائے، اپنی سوچ اور اپنی فکر کا شائبہ تک نہ ہو۔

5:...... صرف قرآن اور قرآن کی رٹ لگانا اور قرآن کریم کے علاوہ سنت رسول اللہ کو نہ ماننا یہ بھی تحریف دین اور انکار سنت وحدیث کے زمرہ میں آتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے جس طرح قرآن کریم کا اتباع واجب، لازم اور ضروری ہے، اسی طرح سنت وحدیث کا اتباع بھی واجب، لازم اور ضروری ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

’’وَ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔‘‘ (الحشر:۷)

’’جو کچھ تمہیں رسول (ﷺ) دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کردیں اس سے باز آجاؤ۔‘‘

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

۱:...... ’’ترکت فیکم أمرین، لن تضلوا ماتمسکتم بھما، کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ۔‘‘ (رواہ فی المؤطا، مشکوٰۃ،ص:۳۰)

’’میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک ان دونوں کو پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے، وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول (ﷺ) کی سنت ہے۔‘‘

۲:...... ’’الا انی أوتیت القرآن ومثلہ معہٗ ألا یوشک رجل شبعان علٰی أریکتہ یقول: علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فأحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرّموہ وإن ماحرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما حرم اللّٰہ، ألا لایحل لکم الحمار الأھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد إلا أن یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم أن یقروہ فإن لم یقروہ فلہ أن یعقبھم بمثل قراہ۔‘‘ (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ،ص:۲۹)

’’خوب غور سے سن لو! مجھے قرآن اور اسی جیسی اور چیز (وحی) دی گئی ہے، خبردار! قریب ہے کہ ایک شکم سیر آدمی اپنے تخت پر بیٹھ کر یہ کہے کہ: تم قرآن کو ہی تھامے رکھو، جو اس میں حلال پاؤ، اس کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام پاؤ، اس کو حرام سمجھو۔ حالانکہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا ہے، وہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا ہو، خبردار! تمہارے لیے پالتو گدھے حلال نہیں ہیں اور نہ کچلی سے کھانے والے درندے جانور اور نہ کسی معاہد کی گری پڑی چیز، مگر یہ کہ اس کا مالک اس سے بے نیاز ہو، اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان بن کر جائے تو ان (قوم) کے لیے اس کی مہمان نوازی ضروری ہے، اگر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کرے تو اس کو اجازت ہے کہ وہ مہمانی کے بقدر ان کو سزا دے۔‘‘

6:...... جمہور علمائے امت کی پیروی کرنے اور عقائد واعمال میں ان کو راہنما ومقتدا بنانے کا حکم بھی آپ ﷺ نے دیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۱:...... ’’إن اللّٰہ لایجمع أمتی أو قال: أمۃ محمد علی ضلالۃ ویدُ اللّٰہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار۔‘‘ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ،ص:۳۰)

۲:...... ’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اتبعوا سوادَ الأعظم فإنہ من شذ شذ فی النار۔‘‘ (رواہ ابن ماجہ من حدیث انسؓ، مشکوٰۃ،ص:۳۰)

آمدم برسر مطلب: محترم! آپ نے لکھا ہے کہ:

’’دینی مدارس کے بارہ میں یہ رائے صرف مجھ جیسے طالب علموں، جو باہر سے اس کا نظارہ کررہے ہیں کی نہیں، بلکہ اس نظام کے اندر شعور کی منازل طے

کرنے والے بہت سارے جید علمائے کرام برملا اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں، جاوید غامدی ان لوگوں میں سے ہیں جو اس نظام کے تحت پڑھ کر اس کے قریبی شاہد بن چکے ہیں۔"

ماشاءاللہ! آپ نے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ میں جو کچھ تحریر کر رہا ہوں، اس میں میرے ذاتی مطالعہ اور مدارس کو قریب سے دیکھنے کا کوئی عمل دخل نہیں، بلکہ مدارس کے نظام سے ناواقف اور مجہول لوگوں نے جو کچھ تحریر کیا ہے، اسی کو آگے نقل کر رہا ہوں۔ آپ ہی سے داد انصاف چاہوں گا کہ جس شخص کا مطالعہ اتنا ہی ناقص ہو، اور کسی چیز کے بارہ میں اس کی معلومات غلط بیانی کرنے والوں سے مستعار ہوں، اس کو اس چیز کے بارہ میں رائے دینے اور دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانے کا کوئی حق ہے؟

پھر آپ نے بہت سارے جید علمائے کرام کا ذکر کیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کے ساتھ ساتھ ان جید علمائے کرام کے نام کی مختصر فہرست بھی دے دیتے تو ہم ان کے علمی حدود اربعہ، ان کی علمی استعداد اور تجربہ کے بارہ میں کچھ عرض کرنے کی پوزیشن میں ہوتے، لیکن آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ جملہ آپ نے صرف اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے بڑھایا ہے۔ آپ نے جاوید غامدی کا نام لیا اور کہا کہ: "جاوید غامدی ان لوگوں میں سے ہیں جو اس نظام کے تحت پڑھ کر اس کے قریبی شاہد بن چکے ہیں۔"

محترم! آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ جناب جاوید غامدی صاحب نے کبھی کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی مدرسہ میں داخل ہوا، اس نے بی اے تک عصری تعلیم اسکول اور کالج میں رہ کر حاصل کی، جماعت اسلامی میں شامل ہوا، پھر اس سے نکالا گیا، امین احسن اصلاحی سے کچھ تعلق جوڑا، اور عقلیت پسندی میں اس کا اور حمید الدین فراہی کا جانشین بنا۔ بہت سارے دینی مسلمات کا انکار کیا، موصوف اسلامی جہاد کے مخالف، قرآن کریم کی معنوی تحریف کے مرتکب، حدیث وسنت کی حجیت کو نہیں مانتے اور حدیث کو دین کا حصہ تسلیم نہیں کرتے، اجماع امت کے منکر، شرعی اصطلاحات کا معنی بدلنے میں ماہر اور مغربی تہذیب کو اسلامی معاشرہ میں رائج کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ پرخطر پگڈنڈیوں کے راہی اور شدید لفظی تضادات اور فکری وذہنی اضطراب کی زد میں ہیں کہ آپ ان کی کسی تحریر کو پڑھ کر یا ان کی کوئی تقریر سن کر کسی صحیح نتیجے پر پہنچ ہی نہیں سکتے۔ تھوڑا سا تجربہ تو آپ کو بھی ہو گیا ہوگا جو انہوں نے روزنامہ جنگ میں "جوابی بیانیہ" کے عنوان سے کالم لکھا تھا اور آپ نے خود اس کی خامیاں گنوائی تھیں۔ اس لیے آپ کو ان کی کتاب "چہ باید کرد" کے حوالہ سے دینی مدارس کے بارہ میں رائے قائم کرنے اور اس کا حوالہ دینے کا قطعاً کوئی حق نہیں تھا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ ایک آدمی کسی مدرسہ میں نہیں گیا، کبھی اس نے مدارس کا نصاب نہیں پڑھا، دین کو اور قرآن کریم کو کسی استاذ سے نہیں سمجھا تو اس کی رائے اور تبصرہ کا کیا وزن ہوگا؟" آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں، ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی" اس لیے موصوف کے حوالہ سے جو کچھ آپ نے لکھا محض الزام تراشی، جھوٹ اور بہتان کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ بہرحال آپ نے ان کی جو تحریر نقل کی ہے، اس کا لب لباب اور خلاصہ صرف تین باتیں تھیں، ان تینوں باتوں کا جواب عرض ہے:

مثلاً: انہوں نے لکھا ہے کہ: ۱:......سب سے بڑی خرابی ان مدارس کے نظام میں یہ ہے کہ یہ تقلید کے اصول پر قائم ہیں۔

۲: دوسری بڑی خرابی ان مدارس کے نظام میں یہ ہے کہ یہ اگرچہ دینی مدارس ہیں، لیکن دین میں جو حیثیت قرآن کو حاصل ہے، وہ ان میں اُسے کہیں حاصل نہیں۔

۳: تیسری بڑی خرابی یہ ہے کہ ان کا نصاب نہایت فرسودہ اور ہماری علمی اور دینی ضرورتوں کے لیے بالکل بے حاصل ہے۔

ان تینوں باتوں کا ترتیب وار جواب عرض ہے:

۱:۔ محترم! تقلید کا حکم تو قرآن کریم، سنت رسول اللہ (ﷺ) اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعامل سے ثابت ہے، جو صحابیؓ جس علاقہ کا گورنر اور عامل بن کر جاتا وہاں کے مسلمان اس صحابیؓ اور عامل کی تقلید کرتے، ان سے مسائل پوچھتے اور اس پر عمل کرتے۔

اس کے بعد کئی فقہاء اور ائمہ مجتہدین ہوئے، لیکن قبولیت ان چار فقہاء: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کو ہوئی۔ چاروں برحق ہیں اور چاروں نے قرآن وسنت کی تشریح اپنے اپنے الفاظ اور اپنی اپنی تعبیرات میں بیان کی ہے۔ عام مسلمانوں کو ایک نظم میں رکھنے اور ان کو نفس وشیطان کے اغواء سے بچانے کے لیے کسی ایک فقہ کی پیروی کو ضروری قرار دیا گیا۔

الحمدللہ! مدارس میں کسی بھی فقہ کا پیروکار داخلہ لینا چاہے، اس کو داخلہ مل جاتا ہے، فقہ کا اختلاف کبھی کسی مدرسہ میں داخلہ کے لیے حائل نہیں ہوا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں فقہ حنفی کے ساتھ ساتھ فقہ شافعی، فقہ مالکی اور فقہ حنبلی کے پیروکار کثیر تعداد میں پڑھتے رہے ہیں اور اب بھی پڑھ رہے ہیں۔ یہی حال دوسرے مدارس کا بھی ہے۔ یہ تو حکومت نے پابندی لگادی کہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے کوئی غیر ملکی طالب علم پاکستانی مدارس میں داخلہ نہیں لے سکتا، ورنہ مدارس میں کسی فقہ کی بنیاد پر کسی طالب علم کو داخلہ سے محروم نہیں کیا جاتا۔

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

عالم اسلام پر مغرب کا تسلط

اسباب ونتائج

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن عبداللہ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر مقرر فرمانے کے ساتھ یہ بھی طے فرمادیا کہ انسانی دستور حیات اب مقامی اور محدود زمانی دائرہ تک محدود نہ رہتے ہوئے عالمی سطح کا اور دائمی و ابدی دستور حیات ہوگا، وہ اس طریقہ کی رو سے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بدلتے رہنے والے حالات سے مطابقت بھی رکھے گا، اس کی بنیاد پر اس میں دو اہم خصوصیتیں پائی جاتی ہیں: ایک توسط واعتدال کی خصوصیت جس کی بنا پر وہ سب کے لئے قابل عمل ہے اور دوسری خصوصیت اس میں سہولت کا پہلو ہے تاکہ اس پر عمل کرنے میں دشواری نہ ہو اور یہ دونوں خصوصیتیں اس دستور حیات میں ایک طرف جامعیت پیدا کرنے والی اور دوسری طرف اس کے دوام کا ذریعہ بنیں اور اس جامعیت کی خاص بات یہ ہے کہ یہ دستور انسان کی دینی اور دنیاوی دونوں ضرورتوں کا حامل ہے، مثلاً یہی دیکھئے کہ قرآن مجید میں جو اس دستور حیات کا مصدر اول ہے، بنیادی ہدایات میں جگہ جگہ نماز اور غریبوں کی مدد کی تلقین ملتی ہے، نماز قائم کرو اور غریبوں کی مدد کرو، نماز یعنی اپنے رب کے لئے اپنی عبدیت کا اظہار اور زکوۃ یعنی غریب الحال کی مدد اور اس کی دنیاوی پریشانی کو دور کرنے کا اہتمام، ایک طرف اپنے رب کی رضا کے حصول کے لئے عبادتی عمل اور دوسری طرف انسانی ضرورت کے تقاضوں کا لحاظ اور اجازت، اس طرح اس میں اسلامی طریقۂ حیات کے مختلف پہلوؤں میں جو عبادتی ہوں یا معاشرتی ہوں، پروردگار عالم کی بندگی کے ساتھ دنیاوی زندگی کی ضرورتوں اور ضروری تقاضوں کے حل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جس کی بنا پر شریعت اسلامی جس میں انسانی زندگی کے تقاضوں اور ضرورتوں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، نہایت اعلیٰ اور انسانی ضرورت کے لائق قانون حیات کی حیثیت کی مالک بن گئی ہے۔

لیکن انسان جب اعلیٰ سطح کی مخلوق ہونے کی اقدار کو اہمیت دیتا ہے تو اس دستور کے ذریعہ اعلیٰ مخلوق کے مقام بلند تک پہنچ جاتا ہے اور جب انسانی خصوصیات نہ رکھنے والی مخلوقات کے اندر پائی جانے والی عدم ذمہ داری اور نفسانیت تک محدود طرز زندگی کو اپنی سیرت کے لئے نمونہ سمجھ لیتا ہے تو زندگی کی پست ترین سطح پر اتر آتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جو انبیاء آئے وہ عموماً علاقائی دائرہ کے اندر آئے اور بنی اسرائیل کے انبیاء عموماً بنی اسرائیل کے نسلی دائرہ کے اندر مبعوث ہوئے، غالباً وجہ یہ ہوئی کہ اس وقت دنیا کے مختلف علاقوں کے درمیان رابطہ کے وسائل نہ تھے، لیکن حضور کے وقت سے دنیا میں علاقائی محدودیت ختم ہوکر عالمی سطح کا رابطہ عمل میں آنے لگا، اسلام کی فتوحات جزیرۃ العرب سے نکل کر ایک طرف مشرقی علاقوں تک پہنچیں تو دوسری طرف مغرب کے کناروں تک پہنچیں اور اس طرح مختلف علاقوں، مختلف نسلوں اور مختلف تہذیبوں کو اس نے اپنے دائرہ میں لے لیا، اسی کے ساتھ پیام الٰہی قرآن کریم کی حفاظت کا فیصلہ ہونے سے اسلامی دعوت میں امتداد زمانہ کے اثر سے بگاڑ کے حاوی ہونے کا خطرہ ویسا نہیں رہا جیسا پہلے تھا، ایک علاقہ یا ایک نسل میں امتداد زمانہ کے سبب اگر بگاڑ حاوی ہوا تو اس کی جگہ دوسری نسل اس کا بدل بنی اور اس نے اسلام کی اصلیت کو باقی رکھا، اس طرح اسلام ایک طرف عالمی پیمانہ کا اور دوسری طرف دائمی حیثیت کا مذہب ہونے میں کامیاب رہا، البتہ اس سے عناد اختیار کرنے والے بدلتے رہے، اول دور میں شرک کے علمبردار تھے، پھر نبوی ہدایات سے منحرف یہودی حلقے، پھر عقیدۂ تثلیث کے شدت پسند حلقے اس کے دشمن بنے اور پھر یہ یہودی اور عیسائی دونوں کے متعصب حلقے آپسی تعاون کے ساتھ اور سازشی انداز سے اسلام کے مشترک دشمن بنے، ان کی سازشیں صہیونیت، ماسونیت، سامراج، استشراق اور تخریبی تنظیموں کے تحت کام کرتی رہیں، ان سے بچاؤ اور اپنے دین کے دفاع کے لئے دشمنوں کے سازشی طریقوں کو جاننے کی ضرورت رہی اور یہ ضرورت برابر باقی ہے، اس کے لئے اہل دانش کو تصنیف وتحریر اور اس کے وسائل کے ذریعہ خدمت انجام دینے کی ضرورت برابر رہی ہے، اس

کام میں اسلام کے اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنے کی جو ضمانت رب العالمین کی طرف سے ملی ہے اس سے بڑی مدد حاصل رہی، چنانچہ جو بھی کھلے ذہن، صاف دل اور تعصب سے بلند ہو کر اسلام کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کی اصلی حالت سے واقف ہوتا ہے تو وہ اس کا ہم نوا ہو جاتا ہے جس کی مثالیں برابر سامنے آرہی ہیں۔

انسانی تاریخ میں انسانوں کی زندگی میں دو طرح کی خصوصیات برابر پائی جاتی رہی ہیں اور ان کے درمیان کشمکش بھی جاری رہی ہے، اس کے لحاظ سے یہ بات بھی سامنے آتی رہی ہے کہ اعلیٰ انسانی اقدار کے پسند کرنے والے پابند شریعت لوگ بھی ہوتے رہے ہیں اور انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئیں مخلوقات کی غیر ذمہ دارانہ اور صرف نفس پسند زندگی کی نقل کرنے والے جاہلیت کی تہذیب کے علمبردار بھی رہے ہیں اور دونوں طبقوں کے درمیان کشمکش برپا ہوتی رہی ہے، قرآن مجید میں اس طرح کے دونوں طبقوں کی طرف واضح اشارہ سورۂ والتین میں دیکھا جاسکتا ہے، موجودہ عہد میں ان دونوں طبقات کے درمیان کشمکش اس صورت میں بہت بڑھ گئی ہے کہ مغربی انسان جاہلیت پسندی کی بنا پر اپنی عقل اور علم کے اثر انگیز ذریعوں کو اس کشمکش کو بڑھانے اور اپنی برتری اور غلبہ کے حصول کے لئے استعمال کر رہا ہے، اس کے لئے وہ دو انسانی ذریعوں کو خاص طور پر استعمال کر رہا ہے، ایک مالی طاقت کا ذریعہ اور دوسرا ذریعہ میڈیا کی طاقت کا ہے، اس طرح وہ مال کے ذریعہ کم مائیگی کے شکار لوگوں کو اپنا تابع اور طرفدار بنا رہا ہے، دوسری طرف میڈیا کے ذریعہ لوگوں کے ذہنوں کو زندگی کے سرسبز باغوں کو خزاں گزیدہ اور ازکار رفتہ دکھاتا ہے اور خارزار جنگلوں کو گداز اور راحت رساں ظاہر کرتا ہے اور اپنی عقلی مہارت سے اسلامی خوبیوں کو داغدار بنا کے پیش کرتا ہے اور یہ بات ادھر کئی صدیوں سے بہت زور و شور سے چل رہی ہے اور اس نے اپنے طرز فکر کی درسگاہوں کے مستفیدین کے خاصے بڑے طبقہ کو متاثر بھی کر دیا ہے، مال اور وسائل طاقت والے لوگ استعماری راہ سے یہ کام انجام دیتے ہیں اور علم و عقل کے اصحاب استشراقی ذرائع سے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔

اس تمام کشمکش کی وجہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا فکر و تصور جیسا ہوتا ہے اسی کے مطابق اثر انداز ہوتا ہے، کوئی بھی طریقہ زندگی ہو وہ اپنی متعین فکر رکھتا ہے، وہ اسی فکر کے تحت عمل کرتا ہے، اسلامی فکر میں مسلمان دنیاوی زندگی کو ایک عبوری عہد سمجھتا ہے جس کے بعد اصل زندگی کا عہد حاصل ہونے پر یقین رکھتا ہے جو آخرت کا عہد کہلاتا ہے، دنیاوی زندگی میں کئے گئے اعمال کے نتائج اس میں ظاہر ہوں گے، وفادار اسلام آخرت کے نتائج کو دنیاوی زندگی میں پیش آنے والے نتائج کے مقابلہ میں اولیت دیتا ہے جبکہ مغربی فکر والا دنیاوی زندگی ہی کو سب کچھ مانتا ہے اور صرف اسی کے اعمال اور ان کے نتائج کو ہی تسلیم کرتا ہے اور آخرت کے تصور کو دنیاوی تصور کے لئے رکاوٹ مانتا ہے اور باعث ضرر سمجھتا ہے جبکہ اسلامی تصور آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ زندگی کے مناسب تقاضوں کو بھی تسلیم کرتا ہے اور ان کو ان کا جائز حق دینا صحیح سمجھتا ہے۔

اس طرح اسلامی تصور حیات مغربی تصور حیات سے زندگی کے جائز تقاضوں کی حد تک متفق اور اس کے انکار آخرت کے تصور کے برخلاف ہے اور مغرب کا لادینی تصور اس اختلاف کی بنا پر اسلامی تصور کے مخالف فکر کا حامل ہے اور آخرت کے تصور کو مٹانا چاہتا ہے۔

دونوں تصور ہائے حیات کا یہ اختلاف مغربی مفکر کو اسلام کے خلاف جدوجہد پر لگائے ہوئے ہے اور ان کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں اور ان کی علمی اور فکری مجلسوں میں شریک محفل ہونے والوں پر اثر انداز ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے، لہٰذا ہمارے اسلامی الفکر دانشوروں کا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کا مقابلہ کریں اور اس کے جو مضر اثرات ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

خوشی کی بات ہے کہ اس کام کو الحمدللہ! اصحاب ایمان اور ان کے مختلف اداروں کے ذریعہ انجام دینے کی کوشش شدومد ملتی ہے، اس وقت مذکورہ عنوان کے تحت ایک کتاب ہمارے ایک ذہین اور خصوصی مطالعہ سے حاصل کردہ صلاحیت کے حامل نوجوان استاد مولوی محمد وثیق ندوی کی طرف سے شائع ہو رہی ہے جس میں انہوں نے اچھے اور علمی انداز میں اس کام کو انجام دیا ہے، اس میں مسیحیت اور یہودیت کے حاملین کی عداوت و تعصب، عیسائی مشنری، سامراج، استشراق، ماسونیت اور عالمی صیہونیت کی شاطرانہ چالوں کو ظاہر کیا گیا ہے، اسلام مخالف افکار و نظریات کے خطرناک پہلوؤں اور مسلم دشمن تحریکوں کے عزائم اور منصوبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اسلام اور مسلمانوں پر دہشت گردی، انتہا پسندی بنیاد پرستی اور تشدد کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے یورپ کے ظلم و سفاکی، بربریت و درندگی، قتل و غارت گری، انتہا پسندی اور دہشت گردی کو حقائق و واقعات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور اسلام کے روشن مستقبل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، درج ذیل اقتباسات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے:

”درحقیقت یورپ کو خوف اسلام سے نہیں، اس کی موثر و روادارانہ تعلیمات، تسخیری صلاحیت اور

دلوں کو فتح کر لینے والی قوت سے ہے، تاریخ کے مطالعہ سے وہ مسلمانوں کے قرآن وسنت سے مضبوط تعلق، خدا اور رسول کی بے پناہ محبت، اسلامی تعلیمات پر ان کے اعتماد ویقین اور راہِ خدا میں جاں سپاری و جاں نثاری کے بے مثال جذبہ کا اندازہ لگا چکا ہے، اسے معلوم ہو گیا ہے کہ مسلمان اسلام کے تحفظ کی خاطر جان ومال، عزت ومتاع ہر قسم کی قربانی پیش کر سکتے ہیں، لیکن اس کے دامن پر کوئی بدنما دھبا برداشت نہیں کر سکتے، اسلام کے عوض انہیں کوئی سودا منظور نہیں ہوگا۔

لارنس براؤن (Lawrence Braun) کہتا ہے:

"جب تک مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار رہے گا اس وقت تک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور نہ ان کا کوئی وزن ہوگا، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ عرب اور مسلمان ایک دوسرے سے الگ رہیں، ان میں اتحاد قائم نہ ہونے پائے تاکہ انہیں کوئی طاقت وقوت حاصل نہ ہو سکے اور دنیا کے نقشہ میں ان کی کوئی حیثیت نہ رہے۔"

پادری سائمن کہتا ہے:

"اسلامی وحدت ہی مسلمان قوموں کی آماجگاہ ہے اور اسی سے مسلمان یورپین تسلط سے خلاصی حاصل کر سکتے ہیں، دوسری طرف عیسائی مشنری ہی اس وحدت کو پاش پاش کر سکتی ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم عیسائی مشنری کے ذریعہ مسلمانوں کا رخ اسلامی وحدت سے پھیر دیں۔"

استشراق کے سامراجی رخ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں استشراق نے سامراجی رخ اختیار کر لیا، بالفاظ دیگر استشراق نے منظم سامراجی نیٹ ورک کی حیثیت اختیار کر لی اور مغربی سامراج کا اہم بازو بن گیا اور امریکی بالادستی کے قیام میں اس علمی تحریک نے کلیدی رول ادا کیا، اسی وجہ سے امریکی یونیورسٹیاں مستشرقین کی فوج کی فوج تیاری کر رہی ہیں، بعض معاصر مستشرقین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے تحقیقی مقالات (Thesis) کے ذریعہ مؤثر سیاسی رول ادا کر رہے ہیں، ان میں سرفہرست امریکی یہودی مستشرق برنارڈ لوئس ہے، اسی نے تہذیبی ٹکراؤ کا نظریہ پیش کیا تھا، جس کو امریکی مفکر ہنٹنگٹن (Samuel P.Huntington) نے رواج دیا اور امریکی سامراج کو اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا مشورہ دیا۔"

"خاص طور سے امریکی استشراق، معاصر امریکی مستشرقین اسرائیل کے قیام سے لے کر آج تک عربی خطہ کے حالات پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں، یہ مستشرقین اس خطہ میں امریکی سیاست کے تقاضوں اور ضروریات کے پیش نظر غور کر کے امریکی حکومت کو معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور ان کی روشنی میں امریکی انتظامیہ اقدامات کرتی ہے، امریکی استشراق میں اسرائیل پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، کیونکہ خطہ میں اسرائیل امریکی عزائم کو بروئے کار لانے میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔"

"تلمود کے مطالعہ اور جائزہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تلمود کا بنیادی فلسفہ پوری نوع انسانی کو یہودیوں کی خدمت کے لئے مسخر کرنا، تمام تہذیبوں وثقافتوں کا خاتمہ اور دیگر صحف آسمانی کو منسوخ قرار دینا ہے، تاکہ انسانیت دشمن فلسفہ کو پوری زمین پر رائج کیا جا سکے اور مملکت اسرائیل کو تحفظ اور بقا حاصل ہو سکے۔"

تلمودی تعلیمات کے چند نمونے:

"ہر یہودی پر لازم ہے کہ وہ اپنی قوم کے لئے اقتدار اور حکومت کو باقی رکھنے کے لئے دوسری تمام قوموں کو آگے بڑھنے سے روکے اور زمین پر قبضہ کرنے سے ان کو باز رکھے۔"

"جانور اور انسان کے درمیان وہی فرق ہے جو یہود اور غیر یہود میں فرق ہے۔"

"غیر یہودیوں میں سے نیک لوگوں کا قتل کرنا واجب ہے اور یہودی پر یہ حرام ہے کہ وہ کسی غیر یہودی کو تباہی سے بچائے یا کسی غار میں گرنے سے روکے، بلکہ اس کو چاہئے کہ جب وہ کسی غار میں گر جائے تو اوپر سے مٹی ڈال کر اسے بند کر دے۔"

"کافروں میں سب سے زیادہ خطرناک مسیح اور اس کے متبعین ہیں۔ غیر یہودیوں کے ساتھ زنا جائز ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں اور ایسا کرنے والے کو کوئی سزا نہیں ہوگی۔"

"جو یہودی خواب میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے اسے حکمت ملتی ہے، جو اپنی مخطوبہ کے ساتھ منہ کالا کرتا ہے وہی پابند شریعت ہوتا ہے، جو خواب میں اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے اسے عقل ودانائی کی روشنی ملتی ہے اور جو خواب میں اپنے کسی رشتہ دار کی بیوی سے زنا کرتا ہے اسے ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے۔"

"یہودی خاتون کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اس بات کی شکایت کرے کہ وہ اس کے بستر پر زنا کرتا ہے۔"

"ہر یہودی پر لازم ہے کہ وہ دن میں تین مرتبہ عیسائیوں پر لعنت بھیجے اور ان کی ہلاکت وبربادی کی دعا کرے۔"

"نصرانیوں کے یسوع جہنم میں ہیں اور

ان کی ماں مریم نے ان کو فوجی باندرا سے زنا کر کے جنا ہے۔"

"صیہونی اس کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ عربوں اور مسلمانوں کو برائیوں میں غرق کر دیا جائے، اس مقصد کے لئے مسلم ملکوں میں فاشی کے اڈے قائم کئے جاتے ہیں، عورتوں کو استعمال کرتے ہیں اور مسلم آبادیوں میں ایسے معلمین اور معلمات بھیجی جاتی ہیں جن کے ذہن فاسد ہوتے ہیں، یہ طلبا کو بے راہ روی، اخلاق و جنسی انارکی، بے حیائی اور اخلاق سوز حرکتوں پر آمادہ کرتے ہیں۔"

"عیسائی مورخین اسٹیفن رنسیمان، گوستاؤ لیبان، رابرٹ اور کاہن آبوس نے اعتراف کیا ہے کہ: "عیسائیوں نے بیت المقدس میں پناہ گزین مسلمانوں کا اس طرح قتل عام کیا کہ گھوڑوں کے پیر گھٹنوں تک خون میں ڈوب گئے، رچرڈ نے عکا شہر میں ۲۷۰۰ مسلم قیدیوں کو قتل کر دیا، جن میں بچوں اور عورتوں کو بھی قتل کر دیا گیا، بلکہ وہ سڑکوں پر گھوم گھوم کر مردوں، نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کے پیٹ چاک کرتے تھے، ہر جگہ لاش ہی لاش نظر آتی تھی اور ہماری قوم کے سفاکوں نے تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا۔"

"عزیزم محمد دمشق نے ندوہ میں اپنے علمی سرپرستوں کی رہنمائی میں اس موضوع پر بہت اچھا مطالعہ کیا ہے اور پھر اس مطالعہ کو خوبی اور تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کیا ہے، وقت کی ضرورت کے پیش نظر ان کی یہ کوشش بہت لائق قدر ہے، میں تمام شائقین علم حضرات کو اس کتاب کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور دعا ہے کہ یہ کتاب مفید سے مفید تر ثابت ہو۔ آمین۔" ☆

ہے جان کشتی منظور مگر ایمان کشتی منظور نہیں

مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

بے درد دلوں کی دنیا میں رہنا ہی مجھے منظور نہیں
وہ جن کے یہاں مظلوموں کی فریاد کا کچھ دستور نہیں

اربابِ وطن کو تاج ملا تو اہل وطن کو بھول گئے
ہے ظلم و جفا کے بندوں کا دل درد سے کچھ معمور نہیں

ہے عرض ہماری اتنی کچھ اربابِ وطن کی خدمت میں
ہم لوگ تمہارے تاج و نگیں سے شاد نہیں مسرور نہیں

ہے تم کو خیال اتنا شاید دنیا میں ہمارا کوئی نہیں
ہم ایک خدا کے بندے ہیں جو دور نہیں مجبور نہیں

جو تم نے قیامت برپا کی جو ظلم و ستم تم نے ڈھائے
قدرت کی جبیں پر بل آئے انجام تمہارا دور نہیں

چھیڑو نہ ہمیں مظلوم ہیں ہم باقی ہے ابھی آہوں میں اثر
سمجھے ہو ہمیں مجبور بہت ہم اتنے مگر مجبور نہیں

اربابِ ستم اتنا تو سنو بے چین دلوں کی آہیں نہ لو
وہ تاج تمہارا پھونک نہ دیں سنتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں

گو لاکھ گرے بجلی ہم پر گو ظلم و ستم حد سے گزرے
ہے جان کشتی منظور مگر ایمان کشتی منظور نہیں

ہر ظلمت شب کے پردہ میں ایک نور سحر پوشیدہ ہے
کل نور سحر پیدا ہوگا گر آج سحر کا نور نہیں

اعتدال ومیانہ روی اور آدابِ اختلاف

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اولاً: اعتدال ومیانہ روی وقت کی اہم ضرورت ہے، دوسرے: جس بات کی طرف توجہ کی ضرورت ہے، وہ ہے آداب اختلاف کو ملحوظ رکھنا، کتاب وسنت میں بعض احکام اس طور پر بیان کئے گئے ہیں کہ ان کا مفہوم بالکل واضح ہے، اس لئے ان سے مستنبط ہونے والے اعتقادی وعملی احکام پر امت کا اجماع پایا جاتا ہے، اس سے وہی شخص اختلاف کرسکتا ہے، جس کی طبیعت میں زیغ وکجی ہو اور جو اسلام کے خلاف بولنے کی ہمت نہ پاتا ہو، اس لئے دور از کار احتمالات پیدا کرکے اپنی بات کہتا ہو، لیکن دوسری ایسی نصوص بھی بے شمار ہیں، جن میں بجا طور پر ایک سے زیادہ معنوں کا احتمال ہے اور متکلمین ہوں یا فقہاء انہوں نے پورے اخلاص کے ساتھ اس کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی ہے، ان میں سے کوئی بھی رائے زیغ وضلال نہیں بلکہ بعض اہل علم کے نزدیک دونوں صائب ہیں اور بعضوں کے نزدیک زیادہ سے زیادہ خطاء وصواب کا احتمال ہے اور صائب وخاطی دونوں ہی ماجور ہیں اور جب اس رائے کو پیش کرنے والے مستحق اجر ہیں تو ان پر عمل کرنے والے کیوں نہ مستحق اجر ہوں گے، اسی طرح بعض ایسے مسائل بھی ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سے زیادہ طریقے نقل کئے گئے ہیں، اگر ان دونوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو فقہاء ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ یا مرجوح قرار دیتے ہیں اور اگر دونوں میں کوئی تضاد نہ ہو تو یہ اختلاف نہیں بلکہ تنوع ہے اور زیادہ تر اختلاف کی یہی نوعیت پائی جاتی ہے۔

اختلاف رائے عہد صحابہ کرامؓ سے رہا ہے اور فروعی مسائل ہی میں نہیں، اعتقادی مسائل میں بھی رہا ہے، اہل سنت والجماعت میں اشاعرہ بھی ہیں، ماتریدیہ بھی ہیں اور محدثین بھی، ان کے درمیان بھی نوک جھونک ہوتی رہی ہے، ماہرین اسماء رجال کی جرح وتعدیل پر بھی اس کے اثرات پڑے ہیں، لیکن ہمیشہ سے ہی بحیثیت مجموعی ان سب کو اہل سنت والجماعت کا حصہ سمجھا گیا اور انہیں حق پر باور کیا گیا، کبھی ایک نے دوسرے کو ضال ومضل نہیں ٹھہرایا، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ اس اختلاف کی بنا پر مخالفین کو گمراہ قرار دیا جارہا ہے، یہاں تک کہ جو اساطین امت گزر چکے ہیں، ان پر بھی فرد جرم قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اسی طرح فقہی اختلافات میں بھی ایسے جوش وجذبہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ گویا یہ مسائل مدار نجات ہیں، دین کے بجائے مسلک کی طرف اور اقامت صلوٰۃ کی بجائے ''کیفیت صلوٰۃ'' کی طرف دعوت دی جارہی ہے، اس کا رنگ ہماری درسگاہوں پر بھی چڑھ رہا ہے اور نوجوان فضلا میں یہ خیال پروان چڑھ رہا ہے کہ جب تک اختلاف رکھنے والوں کو کفر وضلال تک نہ پہنچادیں، بحث کا کیا لطف ہے؟ اور مسائل فقہیہ میں بھی جب تک یہ ثابت نہ کر دکھائیں کہ دوسرے فریق کا ہاتھ بالکل خالی ہے اور اس کا موقف بلادلیل ہے، کیا علمی وزن قائم ہوگا؟

یہ سوچ اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ تمام لوگ ان کی رائے پر جمع ہوجائیں، حالانکہ سلف صالحین نے قرآن وسنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اختلاف رائے کو بُرا نہیں سمجھا، اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کی دو ایسی شخصیتیں جو علم وفضل اور ورع وتقویٰ کے اعتبار سے امت میں مسلم حیثیت رکھتی تھیں کا اسوہ قابل تقلید ہے، ایک حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور دوسرے حضرت امام مالکؒ۔

حمید طویل نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے عرض کیا کہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ آپ تمام لوگوں کو ایک رائے پر جمع کردیتے۔ ''لو جمعت الناس علی شیء'' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ اختلاف رائے ختم کردیا جائے ''مایسرنی انھم لم یختلفوا'' پھر آپ نے تمام شہریوں کو ہدایات بھیجیں کہ ہر جگہ وہاں کے فقہاء کی آراء پر عمل کیا جائے۔

(سنن داری باب اختلاف فقہاء:۱/۱۵۱)

دوسری مثال امام مالکؒ کی ہے، جن سے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں اختلاف باقی نہ رہے، اس لئے میں آپ کی کتاب ''موطا امام مالکؒ'' کے نسخے تیار کرکے ہر شہر کو بھیج دوں اور حکم جاری کردوں کہ تمام لوگ اس کتاب کے مطابق عمل کریں اور اس کے علاوہ جو دوسری رائیں ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے: ''امر ھم ان یعملوا بما فیھا ویدعوا ما سوی ذالک'' (سیر اعلام النبلاء:۸/۷۸) لیکن امام مالکؒ نے اس

سے منع فرمادیا کہ مختلف جگہ مختلف حدیثیں پہنچی ہیں اور مختلف فقہاء کی مختلف آراء ہیں، لوگوں کو ان آراء کو چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے، بعض کتابوں میں مہدی اور بعض میں ہارون رشید کا بھی ذکر آیا ہے، اس لئے خیال ہوتا ہے، وہیں یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف رائے کی باقی رہنے کی امت کے لئے بہتر سمجھتے تھے، چنانچہ بعض ناقلین نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:''ان اختلاف العلماء رحمة اللّٰه علی هذه الأمة۔'' (کشف الخفاء للعجلونی:۱/۶۵)

اسی لئے متعدد اہل علم سے یہ بات منقول ہے کہ انہیں صحابہ کرامؓ کے درمیان اختلاف رائے سے خوشی ہوتی تھی نہ کہ رنج۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حفید سعید کے از فقہاء سبعہ، امام قاسم بن محمدؒ کہتے تھے: ''لقد نفع اللّٰه باختلاف اصحاب النبی فی اعمالهم لا یعمل العامل بعمل رجل منهم الا رأی انه فی سعة ورأی ان خیراً منه قد علمه۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر:۲/۸۰)

اسی طرح کی بات خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر:۲/۸۰)

علامہ ابن تیمیہؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک صاحب نے فقہاء کے اختلاف کو جمع کیا اور اس کا نام:''کتاب الاختلاف'' رکھا تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ اس کا نام ''کتاب الاختلاف'' نہ رکھو بلکہ ''کتاب السعۃ'' رکھو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ:۳۰/۷۹)

اس لئے علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ کا یہ فقرہ: ''اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم رحمة واسعة۔'' (المغنی:۱/۲۹) سلف صالحین کے یہاں گویا ضرب المثل بن گیا، اختلاف صحابہ کرامؓ کی اہمیت صرف اسی بنیاد پر نہیں ہے کہ اس سے اختلاف رائے کا جواز معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اہل سنت والجماعت میں جتنے فقہاء و محدثین گزرے ہیں، ان سب کے اقوال کسی نہ کسی صحابیؓ کے فتویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔ شاید و باید کوئی قول ایسا ہو جو اقوال صحابہ کرامؓ سے باہر ہو، اس لئے اختلاف صحابہؓ اختلاف ائمہ کو شامل ہے۔ غرض کہ اختلاف رائے کو بُرا نہیں سمجھنا چاہئے، دوسری رائے رکھنے والوں کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہئے، اپنے مسلک و مشرب کو دلائل و براہین کے ساتھ بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، دعوت مسلک کی نہیں ہونی چاہئے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ اختلاف رائے باہمی تنافر کا سبب نہ بن جائے اور ایک دوسرے کے احترام میں رکاوٹ نہ بن جائے، سلف صالحین کا طریقہ کار رہا ہے، علامہ ابن عبدالبرؒ نے خود اپنے استاد عبدالملک بن ہاشمؒ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ نماز میں:''عند کل خفض ورفع'' رفع یدین کے قائل تھے، جیسا کہ موطا امام مالک میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے جب اپنے استاذ سے اس کے بارے میں پوچھا کہ آپ خود اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ یہاں کے مسلمانوں کا اس پر عمل نہیں ہے اور مسلمانوں کے اجتماعی عمل کی مخالفت سلف کا طریقہ نہیں رہا ہے۔ ''مخالفة الجامعة فیما ابیح لنا لیست من شیم الائمة۔'' (الاستذکار:۳/۱۴۴) گویا ایسا عمل نہیں کرنا چاہئے جو عام مسلمانوں کے لئے وحشت و انتشار کا سبب ہے، سوائے اس کے کہ کوئی بات خلاف شریعت ہو، یہاں تک کہ علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے: اگر کہیں مسلمانوں کا کسی بات پر عمل نہ ہو، کیونکہ وہ اس کے قائل نہیں ہوں اور دوسرا شخص اس کو مستحب سمجھتا ہو تو اس دوسرے شخص کے لئے وہاں اس کا ترک کر دینا بہتر ہے، کیونکہ ایک مسلمان کی تالیف قلب اس طرح کے مستحبات پر عمل کرنے سے بڑھ کر ہے: ''لان مصلحة التالیف فی الدین اعظم من مصلحة فعل مثل هذا۔'' (مجموعہ الفتاویٰ:۲۲/۴۰۷، ۴۰۶)

ابن عبدالبرؒ ہی نے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ اور علی بن المدینیؒ کے درمیان ایک مسئلے پر بحث ہوئی اور بحث ایسی ہوئی کہ دونوں طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں، مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ آپس میں بدمزگی پیدا ہوجائے گی، لیکن علی بن المدینیؒ واپس جانے لگے تو امام احمد بن حنبلؒ نے اس درجہ احترام کا معاملہ کیا، کہ اس کی رکاب تھام لی۔

(جامع بیان العلم:۲/۱۰۷)

یعنی اختلاف رائے نے باہمی احترام اور قدردانی میں کوئی کمی پیدا نہیں کی، یونس صدفی امام شافعیؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں، ایک دن ایک مسئلے میں استاذ سے خوب بحث ہوئی، پھر جب اگلی ملاقات ہوئی تو امام شافعیؒ نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا: کیا یہ بات بہتر نہ ہوگی کہ ہم بھائی بھائی بن کر رہیں، چاہئے ایک مسئلہ میں بھی ہمارے درمیان اتفاق پیدا نہ ہوسکے:''الا یستقیم ان نکون اخواناً وان لم نتفق فی مسالة۔''

(سیر اعلام النبلاء:۱۰/۱۶)

اختلاف کے باوجود باہمی احترام و توقیر کا معاملہ صرف انہی گروہوں کے درمیان نہیں رہا، جن سے فروعی احکام میں اختلاف ہے بلکہ ان لوگوں کے درمیان بھی رہا ہے، جن سے اعتقادی مسائل میں اختلاف تھا، مثلاً سب جانتے ہیں کہ علامہ راغب اصفہانی معتزلی تھے، جاراللہ زمخشری نہ صرف معتزلی تھے بلکہ انہوں نے اپنی تفسیر ''کشاف'' میں اہل سنت پر تنقید کرنے میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی ہے، لیکن ان سب کے باوجود علماء اہل سنت نے ہمیشہ قرآن کے مفردات اور قرآن کی بلاغت کے سلسلے میں اہل علم سے استفادہ بھی کیا ہے اور بہت بلند الفاظ میں ان کی

تعریف وتحسین بھی کی ہے، یہاں تک کہ "جار اللہ" جو کثرت عبادات اور مسجد میں کثرت حاضری کی وجہ سے علامہ زمخشری کا لقب پڑ گیا تھا، اسی لقب کے ساتھ علماء اہل سنت نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے، اہل علم کی یہی شان ہے اور اس کو تو قرآن مجید نے دشمنان اسلام کے ساتھ بھی برتنے کا حکم دیا ہے کہ: "لایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا۔" (آل عمران:۸)

اعدائے اسلام اس وقت چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کردیں، عام مسلمانوں میں لسانی وعلاقائی اختلاف کو ابھارا جائے اور مسلمانوں کے مذہبی طبقہ میں مسلکی اختلاف کو ہوا دی جائے، اس لئے ہمارا طریقہ کار یہ ہونا چاہئے کہ ہم دین کے مفاد کو مسلک کے مفاد پر مقدم رکھیں۔

اختلافی مسائل میں ہم جس رائے کو درست سمجھتے ہیں، اس پر قائم رہیں، لیکن دوسری آرا کے بارے میں مناظرانہ رنگ اختیار کرنے کے بجائے ہمارا لب ولہجہ نرم ہو، وہ خیر خواہی کا ہو، اعتدال وانصاف پر مبنی ہو، بے احترامی وبے توقیری نہ ہو اور کسی کی نیت پر حملہ نہ ہو۔ جیسے ہم اپنا حق سمجھتے ہیں کہ جو نقطۂ نظر ہمارے خیال میں بہتر ہے ہمیں اس پر عمل کرنے کا حق ہے یا ہم جس شخصیت کی رائے کو زیادہ قابل قبول سمجھتے ہیں ان کی رائے پر عمل کریں، اسی طرح دوسرے کی آراء کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا جائے اور ان کو بھی اس کا حق دیا جائے، اس طرح ہم اختلاف کی شدت کو کم کرسکتے ہیں اور اسلامی اخوت کے جذبہ کو پروان چڑھا سکتے ہیں، اس صورتحال کی اصلاح کے لئے مدارس کو خصوصی قدم اٹھانا چاہئے اور اسباب اختلاف اور آداب اختلاف پر کتابیں داخل نصاب کی جانی چاہئیں تاکہ طلبا اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ حدیث وفقہ کی کتابوں میں علماء سلف کے درمیان جن اختلاف کا تذکرہ ہے، ان کا مقصد صرف تحقیق ہے نہ کہ کسی کو افضل ومفضول ثابت کرنا، اس میں تمام رائیں معتبر و دلائل پر مبنی ہیں اور پورے خلوص کے ساتھ یہ رائیں قائم کی گئی ہیں، اختلاف رائے کے باوجود کسی کی بے توقیری اور بے احترامی درست نہیں ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات مستحضر نہ ہو کہ خود انہوں نے جو رائے قائم کی ہے، ان میں بھی خطا کا احتمال موجود ہے۔ شاید اس مقصد کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی "الانصاف" اور ممتاز محدث شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ کی "ادب الاختلاف فی العلم والدین" موزوں ثابت ہو۔

امت کے باہمی اختلافی مسائل میں غلو کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ ہماری توجہ اس محاذ سے ہٹ جاتی ہے، جو بیرونی دشمنوں نے کھول رکھا ہے، آج مغرب سے مشرق تک مسلمانوں کو رسوا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ قرآن وحدیث پر، احکام شریعت کے ماخذ پر، آیات جہاد پر، سیرت نبوی پر، صحابہ پر، اسلامی تاریخ پر، مسلمانوں کے معتقدات پر، اسلام کے عائلی قوانین پر، سیاسی ومعاشی نظام پر، تعزیزی قوانین پر، غرض کہ شریعت اسلامی کے تمام پہلوؤں پر اعتراضات ہے، جن کے ذریعہ مسلمانوں کی نئی نسل کے دلوں میں شکوک وشبہات کے کانٹے بوئے جارہے ہیں، عالم اسلام میں ایک ایسی نسل پیدا کی جارہی ہے جو نفاق کی پروردہ ہے اور جو کھلے دشمنوں سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء اس محاذ پر توجہ دیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں کو اس راہ میں صرف کردیں۔

ہندوستان میں دو اہم تاریخی درسگاہیں وجود میں آئیں، ایک: دارالعلوم دیوبند جس کے بانی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ ہیں، دوسرے: ندوۃ العلماء جس کے موسس حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ہیں، مزاج ومذاق اور مشرب ومنہج کے اعتبار سے ہندوستان کے مدارس و علماء ان ہی دونوں درسگاہوں سے وابستہ ہیں، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ کی زندگی بھر کی کاوشوں کا اصل میدان آریہ سماجی اور عیسائی فتنہ کا تعاقب تھا، اہل قبلہ میں سے انہوں نے صرف روافض کے خلاف قلم اٹھایا اور وہ بھی کمال نصح وخیر خواہی کے ساتھ اور حضرت مونگیریؒ نے اپنی تمام جدوجہد کا ہدف ردعیسائیت اور ردقادیانیت کو بنایا یعنی ان دونوں بزرگوں نے خارجی فتنوں کو اپنے سامنے رکھا، لیکن افسوس کہ آج اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں اور داخلی اختلاف ہماری کوششوں کا محور ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے دشمنوں نے ہمیں ایک منصوبہ کے ساتھ الجھا کر رکھ دیا ہو۔ بقول شاد عظیم آبادی:

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ہندوستان میں یہ وقت ہمارے لئے امتحان و آزمائش کا ہے۔ مدارس پر، دینی اداروں پر، علماء اور مذہبی شخصیتوں پر اور دین دار نوجوانوں پر گھیرے تنگ کئے جارہے ہیں، ان پر بے ثبوت دہشت گردی کے الزامات لگائے جاتے ہیں، انہیں ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ قرار دیا جاتا ہے اور مختلف پہلوؤں سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، دوسری طرف تحریص وترغیب کے دام بچھائے جاتے ہیں، کبھی مدارس کے اساتذہ کو تنخواہ کی پیشکش کی جاتی ہے، کبھی مساجد کے ائمہ کو تنخواہوں کی لالچ دی جاتی ہے، یہ دوسری آزمائش پہلی آزمائش سے بڑھ کر ہے، مقصد دونوں کا ایک ہی ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے مذہبی رہنما ہیں اور جن اداروں کی حیثیت دین حق کے سرچشموں کی ہے، انہیں یا تو خوفزدہ کردیا جائے یا انہیں خرید لیا جائے، جو لوگ ترغیب وتحریص کے ذریعہ غلام بنائے جاسکتے ہیں، ان کو سونے کی زنجیر پہنا کر اپنا غلام بنالیا جائے اور جن پر تحریص کا اثر نہیں ہوتا، ان کے قدموں میں لوہے کی زنجیر ڈال دی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے اور اہل مغرب کے درمیان ایک دور صلیبی جنگوں کا رہا، جو روایتی ہتھیاروں کی جنگ تھی جو مسلمانوں کی فتح پر اختتام پذیر ہوئی، پھر ایک دور مغربی استعماریت کا آیا، جس میں عالم عرب کا ایک بڑا حصہ مغرب کے زیر اقتدار چلا گیا اور مغربی طاقتوں نے زور زمین کو فتح کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پورے عالم اسلام میں ایک ایسے نظام تعلیم کو رواج دیا جو مسلمانوں کو اسلام کے تئیں شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہوجائے اور پوری دنیا میں مغربی ثقافت کو ایک عالمی تہذیب کی حیثیت سے ابھارنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے اور بڑی حد تک وہ ان مقاصد میں کامیاب بھی رہے، لیکن ایک قوم کا دوسری قوم پر مالک اور فرمانروا کی حیثیت سے مسلط رہنا غیر فطری بات ہے، اس لئے سیاسی غلامی کی زنجیریں کٹتی گئیں مگر مغرب نے اپنے فکری وثقافتی غلامی کی جو تخم بوئی تھی وہ پروان چڑھتی گئی، دنیا میں کسی اور مذہب کے اندر اس کی فکر اور ثقافتی استعماریت کے خلاف نبرد آزما ہونے کی صلاحیت نہیں ہے، اگر یہ صلاحیت ہے تو صرف اسلام اور مسلمانوں کے اندر ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق قیامت تک باقی رہنا ہے۔

غور کیا جائے تو مسلم معاشرہ میں اسلام کے بنیادی طور پر تین سرچشمے تھے۔ اسلامی حکومتیں، علماء اور ان کی درسگاہیں اور مسجدیں۔ مسلم حکومتیں اب پوری طرح مغرب کے سامنے سربجود ہوچکی ہیں، وہ اپنی عوام کے بادشاہ ہیں اور مغرب کے غلام، لہٰذا اب مساجد اور مدارس باقی رہ گئے، اسلام کے دشمنوں نے اس رمز کو پالیا ہے کہ یہ مسلمانوں کی شہ رگ ہیں، اگر ہم نے اس کو قابو میں کرلیا تو پھر ہماری کوششوں میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ جائے گی، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل علم اس دور رس سازش کو محسوس کریں اور نقش دیوار کو پڑھیں کہ جس حکومت کو ہزاروں مسلمانوں کا قتل ذرا بھی بے چین نہیں کرتا، جن کو مسلمانوں کی معاشی پستی، تعلیمی پسماندگی اور سیاسی محرومی کا ذرا بھی احساس نہیں، یہاں تک کہ اقلیت کے لئے جو فنڈ منظور کیا جاتا ہے وہ پورا کا پورا اس کا غالب حصہ واپس ہوجاتا ہے، اسے ہمارے مساجد ومدارس کی فکر کیوں بے قرار کرتی ہے؟ ہم میں سے بہتوں نے حلب کے محدث شیخ سعید حلبی کا واقعہ پڑھا ہے کہ انہوں نے حاکم وقت ابراہیم پاشا بن محمد علی کے آنے پر اپنے پاؤں نہیں سمیٹے، پھر اسی حاکم کی طرف سے دینار کی تھیلی آئی تو قبول کرنے سے معذرت کی اور فرمایا: ”یمدو جلیہ من لا یمد یدیہ“ یہ فقرہ اسی لائق ہے کہ موجودہ حالات میں علماء اس کو آب زر سے لکھ کر زینت دیوار بنائیں اور طمع وحرص کی راہ میں جو ابتلا آرہی ہے اس میں اپنے آپ کو ثابت قدم رکھیں۔

☆☆.........☆☆

حضرت مولانا ایاز احمد حقانی کے والد گرامی کا وصال

شبقدر، چارسدہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل شبقدر کے امیر، شیخ الحدیث پیر طریقت حضرت مولانا ایاز احمد حقانی کے والد مکرم تہجد کے وقت انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۹۰ سال تھی اور ۴۵ سال سے محلہ کی مسجد میں حسبۃً للہ اذان واقامت کی ذمہ داری انجام دیتے تھے۔ وفات سے ایک دن پہلے شدید سردی اور بارش میں بھی مسجد میں حسب معمول اذان واقامت مغرب وعشاء کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور تہجد کے لئے اٹھے، وضو بنایا اور انتقال کرگئے۔ نماز جنازہ میں جمعیت علماء اسلام کے ذمہ داران کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان، شیوخ الحدیث اور دینی مدارس کے علماء وطلبا نے شرکت کی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جمعیت علماء اسلام کے سینئر صوبائی نائب امیر شیخ الحدیث مولانا رفیع اللہ قاسمی، مولانا امان اللہ حقانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی مدظلہ، مولانا گل نصیب خان امیر صوبائی جمعیت علماء اسلام، ڈیرہ الجمعۃ کے حاجی عزیز الرحمن، کراچی کے رفقاء محمد صابر، سید محمد شاہ بلدیہ ٹاؤن، محمد عثمان لانڈھی وغیرہ نے بھی فون پر تعزیت کا اظہار کیا۔

میرے محسن و مربی قائد تحریک ختم نبوت

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت والے سال بندہ نے جلالین شریف جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھی۔ اگلا سال مشکوٰۃ شریف کا تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی مشکوٰۃ بہت مشہور تھی۔ راقم نے ۱۹۷۵ء میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں داخلہ لیا، مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ الحدیث صاحب سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کا طرز تدریس عالمانہ و فاضلانہ ہونے کے ساتھ ساتھ سادہ بھی تھا۔ نفس کتاب سمجھانے پر زور دیتے، خارجی تقریر بہت کم ہوتی، ابتداء سال ہی سے مشکوٰۃ شریف کے دو گھنٹے رکھے گئے، پہلے گھنٹے میں پہلی جلد اور دوسرے گھنٹے میں دوسری جلد، پہلے ہفتہ ہی سے دوسری جلد کا سبق رواں ہوگیا، پوری جلد بغیر کسی بھاگ دوڑ کے تین چار ماہ میں مکمل ہوگئی تو دوسری سہ ماہی میں دوسرا گھنٹہ بھی پہلی جلد کے لئے فارغ ہوگیا۔ اس لئے بغیر کسی اضافی وقت کے مشکوٰۃ شریف تا اختتام سال تکمیل پذیر ہوتی۔ نیز حضرت استاذ محترم سے قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان دنوں باب العلوم کی عمارت اچھی نہ تھی، بجلی و سوئی گیس سے بھی محروم تھا۔ بایں ہمہ سینکڑوں طلبا تعلیم حاصل کر رہے تھے، یہ سب استاذ جی کی کشش ہی تھی جس کی وجہ سے طلبا کھنچے چلے آتے تھے۔

دورۂ حدیث شریف:

۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء، جامعہ باب العلوم میں دورۂ حدیث کا پہلا سال تھا۔ ہماری کلاس انیس طلباء پر مشتمل تھی۔ اکثر و بیشتر طلبا ذہین اور محنتی تھے۔ دورۂ حدیث شریف والے سال بخاری و ترمذی استاذ جی کے حصہ میں آتی۔ فقہی مسائل پر گفتگو ترمذی کے سبق میں ہوتی۔ بخاری شریف میں اشارات ہوتے۔ استاذ جی کے حصہ میں چار گھنٹے آتے، دو گھنٹے بخاری کے لئے اور دو گھنٹے ترمذی کے لئے۔ ان دنوں ''آتش جوان تھا'' استاذ جی بہت ہی محنت اور لگن سے پڑھاتے۔ بخاری شریف جلد دوم دوسرے گھنٹہ میں شروع کرائی۔ دو چار روز کے بعد بخاری جلد دوم کا سبق رواں ہوگیا۔ باقاعدہ سبق ہوتا، صرف قرأت پر اکتفاء فرماتے۔ چنانچہ بخاری شریف جلد دوم بھی دوسری سہ ماہی میں ختم ہوگئی تو اس کا گھنٹہ بھی پہلی جلد کو مل گیا، اس طرح تا اختتام سال بخاری شریف کی دونوں جلدیں باقاعدہ پڑھائیں۔ عبارت پر اکتفاء فرمایا۔ اسی طرح ترمذی شریف کی دونوں جلدیں بآسانی اختتام سال تک مکمل ہوئیں۔

صاحب الرائے اور صائب الرائے:

چھوٹے چھوٹے مسائل میں بھی اپنے ماتحت اساتذہ کرام جو تقریباً آپ کے شاگرد ہی تھے اور ہیں سے مشاورت فرماتے۔ اسباق کی تقسیم، دارالاقامہ کی نگرانی، مطبخ کی نگرانی، کھانا کھلانے اور تقسیم کی نگرانی اساتذہ کرام کی مشاورت سے ان کے سپرد فرماتے۔ ہماری تعلیم کے زمانہ میں باقاعدہ مجالس مشاورت قائم ہوتیں، ہر ایک کی سنتے اور اپنی بھی سناتے۔ نپی تلی گفتگو فرماتے اور گفتگو میں صاحب الرائے اور صائب الرائے یعنی اپنا موقف صحیح بیان فرماتے اور موقف اتنا مدلل و مبرہن ہوتا کہ اساتذہ کرام آپ کی رائے گرامی کو ہی پسند اور قبول فرماتے۔

چائے کا اعلیٰ ذوق:

چائے پینے، پلانے اور بنانے میں اعلیٰ ذوق کے مالک تھے، چند سال قبل جامعہ خالد بن ولید ٹھنگی کالونی وہاڑی جانے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً اس وقت ہمارے علاقہ کے معروف عالم دین مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ بھی جامعہ میں تشریف لائے۔ شیخ الجامعہ مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ نے ایک طالب علم کو بلایا اور اسے کینٹین سے چائے لانے کے لئے ہدایات دینا شروع کیں: تھرموس لے جائیں، کینٹین والے کو کہیں کہ گرم پانی سے تھرموس کو دھوئے، پھر پتی اس طرح ڈالے، دودھ اتنا ڈالے اور اس طرح گرم کرے، پیالیاں اس طرح دھوئیں وغیرہ وغیرہ۔ راقم نے کہا کہ اس طرح ہدایات دی جاری ہیں جیسے مولانا ابوالکلام آزاد کی چائے ہو۔ مولانا فرمانے لگے کہ مولانا آزاد کی چائے تو ہم نے نہیں دیکھی، البتہ اپنے استاذ جی بڑے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحبؒ کی چائے بنتے، پیتے، پلاتے دیکھی ہے۔ حسن اتفاق کہ راقم رات کہروڑ پکا چلا گیا۔ صبح کی نماز کے بعد استاذ جی کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ اتفاق سے میرے ابوداؤد شریف کے

استاذ اور میرے شیخ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے ہوئے تھے۔ استاذ جی خود چائے بنا کر لائے۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ کے ساتھ میرے دورۂ حدیث شریف کے ایک ساتھی بھی تھے، وہ چائے ڈالنے لگے تو حضرت نے انہیں روک دیا۔ حضرت شاہ صاحب نے ڈالنا چاہی تو انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ میں آپ کے ہاں جب آتا ہوں تو آپ کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتا، آپ بھی نہ کریں تو استاذ جی نے پیالیوں کو ایک سلیقہ کے ساتھ گرم پانی کے ساتھ دھویا، اس میں قہوہ اور دودھ ڈالا اور شاندار چائے خود بنا کر پلائی۔

اللہ پاک نے آپ کو بے پناہ خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا، آپ روایتی عالم نہیں بلکہ نظریاتی عالم تھے، اہل حق کی تمام جماعتوں کے ساتھ محبت فرماتے تھے، اپنے اسباق میں اپنے بزرگوں کے واقعات مزے لے لے کر بیان فرماتے تھے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام کو حق پر سمجھتے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کا زمانہ بڑا گہما گہمی کا زمانہ تھا، جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ اور تھانوی گروپ۔ آپ ہزاروی گروپ کے علماء کرام کے مداح تھے۔ مولانا مفتی محمودؒ آپ کے استاذ محترم تھے، جن سے آپ نے ۱۹۵۵ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں مسلم شریف پڑھی تھی۔ ایک اور استاذ مولانا عبدالقادر تھے جن سے آپ نے ابن ماجہ شریف پڑھی تھی۔ (ابوداؤد شریف مولانا علی محمدؒ سے، نسائی شریف مولانا ابراہیم تونسویؒ سے پڑھیں۔ آپ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے قدیم فضلا میں سے تھے، جامعہ کے ریکارڈ کے مطابق رجسٹر میں آپ ستر پر ہیں) مولانا مفتی محمودؒ جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ کے قائد تھے۔ اس طرح جمعیت ہزاروی سے تعلق رہا اور یہ تعلق تادم زیست رہا۔

جمعیت طلبا اسلام کی سرپرستی:

جمعیت طلبا اسلام کا احیاء ہوا تو سعید احمد رائے پوریؒ اس کے سرپرست مقرر ہوئے۔ اسلوب احمد قریشی صدر، سید مطلوب علی زیدی، عبدالمتین چوہدری، ندیم اقبال اعوان شہید، رانا ارشاد احمد خان، حاجی جاوید ابراہیم پراچہ، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید، حافظ محمد طاہر، مولانا عبدالروف ربانی جیسے متحرک اور فعال نوجوان اس کے ذمہ داروں میں سے تھے۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی اور مولانا عبدالروف ربانی آپ کے شاگرد تھے۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں کسی جامعہ اور مدرسہ کا جلسہ جمعیت طلبا اسلام کے قائدین کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ جے یو آئی نے مختصر عرصہ میں بہت مقام حاصل کرلیا، کئی ایک کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبا یونینوں میں جمعیت طلبا اسلام کا ہولڈ تھا۔

استاذ محترم ان نوجوانوں کی ہمت اور حوصلہ افزائی فرماتے رہتے، بدقسمتی سے جمعیت علماء اسلام اسلام نظر بد کا شکار ہوئی اور اس کی وہ پوزیشن برقرار نہ رہ سکی اور یوں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نظریاتی نوجوان پیدا ہونے بند ہوگئے۔ بہرحال استاذ محترم نے طلبا کی ذہن سازی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں باب العلوم کو ملک بھر میں خوب شہرت نصیب ہوئی۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا عبدالروف ربانی اور دیگر طلبا جامعہ رات دن تحریک میں مصروف رہے۔ حضرت الاستاذ تحریک میں ان کی خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔ تحریک کے زمانہ میں ہر روز کہیں نہ کہیں جلسہ ضرور ہوتا اور باب العلوم کے طلبا خوب گرجتے اور برستے، حالانکہ تحریکیں مدارس کے لئے تعلیمی نقصان کا باعث ہوتی ہیں، استاذ جی نے طلبا پر کوئی خاص قدغن نہیں لگائیں۔

حضرت بنوریؒ کی تشریف آوری:

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں استاذ جیؒ نے بخاری شریف کا آغاز کیا۔ ہمارے ایک ساتھی مولانا محمد اکرم سیالکوٹی تھے، انہیں استاذ جی نے پہلی مرتبہ بخاری شریف پڑھائی۔ اگلے سال موصوف نے باضابطہ ہمارے ساتھ دورہ کیا۔ ختم بخاری کے موقع پر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے تشریف لائے اور شاندار خطاب فرمایا۔ پہلی مرتبہ حضرت بنوریؒ کی زیارت باب العلوم میں کی۔ ۱۳۹۶ھ میں ہم نے دورۂ حدیث شریف کیا، جس میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے اپنی بھرپور جوانی میں اپنی بہترین صلاحیتیں حدیث پاک پڑھانے میں صرف کیں۔ ۱۹۷۵ء سے ۲۰۱۵ء تک تقریباً ایک سال کے وقفہ سے چالیس سال تک بخاری و ترمذی پڑھائیں۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

آپ کی بخاری شریف کی شرح بھی زیر ترتیب ہے۔ جبکہ قرآن پاک جو ایک عرصہ آپ تفسیر کے ساتھ پڑھاتے چلے آ رہے تھے، کیسٹوں کی مدد سے یہ تفسیر چھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

راقم دوبارہ باب العلوم میں:

تعلیم سے فراغت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳۹۷ھ کے اوائل میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے رد قادیانیت پر تربیت لی۔ تعلیم اس شوق سے حاصل کی تھی کہ فراغت کے بعد کہیں تدریس کی خدمات سرانجام دوں گا۔ لیکن قسمت میں تدریس نہیں دعوت وتبلیغ کی خدمت لکھی تھی۔ کورس کے اختتام پر راقم کی تقرری رحیم یار خان میں ہوئی۔ ایک سال گزرا ہوگا کہ حضرت الشیخ رحیم یار خان تشریف لائے۔ بندہ نے اپنی قلبی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت الامیرؒ نے فرمایا: اگرچہ اسباق تقسیم ہو چکے ہیں، بایں ہمہ آپ باب العلوم آ جائیں کوئی نہ کوئی سبیل نکل ہی آئے گی۔ بندہ ایک سال کی بلاتنخواہ رخصت پر باب العلوم آ گیا اور حضرت شیخ کی سرپرستی اور نگرانی میں شب وروز گزرنے لگے۔ حضرت والا جوانی سے ہی تہجد اور ذکر واذکار کو پابندی کے ساتھ ادا فرماتے چلے آ رہے تھے۔

استغناء عن الخلق:

استاذ جی یوں تو ہر آنے والا کا خندہ پیشانی سے استقبال فرماتے اور اسے جامعہ کی لائبریری کا معائنہ کراتے، لیکن استغناء عن الخلق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جامعہ کا جلسہ ہوتا۔ بندہ جب ایک سال کے لئے باب العلوم میں بحیثیت ناظم دفتر و ناظم تبلیغ کے آیا تو کوشش کر کے ہر ماہ کسی نہ کسی معروف خطیب کا وقت لیتا، جلسہ کراتا، حضرت شیخ بھی بعض پروگراموں میں شرکت فرماتے، لیکن سختی کے ساتھ منع کر رکھا تھا کہ جلسہ میں چندہ کی اپیل نہیں کرنی۔ ہمارے ایک مبلغ تھے، مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی، انہیں چندہ کرنے میں خصوصی ملکہ حاصل تھا اور ان کا تعلق بھی کبروڑ پکا سے تھا، انہیں بعض اوقات علاقائی اور مقامی خطیب ہونے کے دعوت دی جاتی۔ حضرت شیخ فرماتے کہ آپ نے چندہ نہیں کرنا، ایک مرتبہ حجازی صاحب نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ مجھے حضرت شیخ نے چندہ مانگنے سے منع کیا ہے، آپ حضرات کو دینے سے تو منع نہیں کیا، یہ کہہ کر کچھ نہ کچھ مالی امداد وصول کر ہی لی۔ آپ صرف کامیاب مدرس ہی نہ تھے بلکہ مشفق، مہربان، محسن و مربی اور سرپرست بھی تھے اور طلبا کے دوست اور خادم بھی۔ طلبا کرام کی فلاح و بہبود، علمی ترقی، مالی اعانت میں اپنی مثال آپ تھے، ایک دیہاتی طالب علم مدرسہ میں داخل ہوا جو دھوتی پہنے ہوئے تھا، اسے استاذ جی نے شلوار اور کرتہ مہیا فرمایا اور کبھی کبھی مزاحاً فرمایا کرتے کہ فلاں کی دھوتی میں نے اتروائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعلق:

عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت وچوکیداری آپ کو اپنے شیخ اول قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے ورثہ میں ملی، کیونکہ حضرت رائے پوریؒ پوری جماعت کے شیخ ومرشد، محسن ومربی تھے۔ جیسے آپ نے اپنے شیخ کو جماعت اور جماعتی عمائدین کے ساتھ محبت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ کو بھی جماعت ختم نبوت کے عمائدین، مبلغین اور کارکنوں کے ساتھ محبت گویا ورثہ میں ملی۔

آپ کے دوسرے مرشد حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر تھے۔ حضرت شاہ صاحب کی مجالس میں جماعتی بزرگوں کا تذکرہ اکثر ہوتا رہتا اور حضرت شاہ صاحب جماعتی کارکنوں کو تحسین کی نظروں سے دیکھتے۔ جماعتی رفقاء کی باتوں کو توجہ کے ساتھ سنتے اور ان کے مسائل کا حل ارشاد فرماتے۔ اکثر وبیشتر حضرت شیخ الحدیث صاحب بھی اپنے مرشد کی محفل میں موجود ہوتے۔

قادیانیت کے خلاف جدوجہد علاقائی اعتبار سے بھی آپ کو ورثہ میں ملی۔ ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ سب سے پہلے علماء لدھیانہ (مولانا عبداللہ، مولانا محمد، مولانا اسماعیل) نے لگایا، آپ کا تعلق بھی لدھیانہ سے تھا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور آپ مجلس کی شوریٰ کے رکن تجویز ہوئے۔

آپ کے کئی ایک شاگرد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ہیں تو وہ اپنے استاذ اور محسن ومربی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کو کارگزاری سناتے۔

۱۸ مئی ۲۰۰۰ء محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد آپ کو باضابطہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا رکن بنا دیا گیا۔

۵ مئی ۲۰۱۰ء کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ نے انتقال فرمایا۔ جس سے ایک مرتبہ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یتیم ہو گئی، مجلس کے ارباب حل وعقد پریشان کہ تحریک کی قیادت کس کے سپرد کی جائے؟ تو مجلس کے نائب امیر، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نقشبندیہ سراجیہ کندیاں شریف کے فرزند اکبر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے آپ کا نام پیش کیا، جسے ساتھیوں نے تحسین کی نظر سے دیکھا۔

آپ بحیثیت امیر مرکزیہ:

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۰۱۰ء کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر کے لئے شیخ الحدیث، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کا نام پیش کیا گیا، جسے اراکین عمومی نے متفقہ

طور پر منظور کیا۔ یوں حضرت الشیخ لدھیانویؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتویں امیر منتخب ہوگئے اور نائب امیر کے لئے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کا نام پیش کیا گیا، جس کی مجلس عمومی نے متفقہ طور پر منظوری دی۔

آسیہ مسیح کیس اور پیپلز پارٹی:

۱۴/جون ۲۰۰۹ء کو ننکانہ صاحب کے چک نمبر ۱۳ ناتوالی ننکانہ میں دلسوز سانحہ درپیش رونما ہوا کہ عیسائی خاتون آسیہ مسیح نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہراتؓ کے خلاف دریدہ دہنی کی، جس کی اطلاع گاؤں میں پہنچی تو گاؤں کی مسجد کے خطیب مولانا قاری محمد سلیم نے لوگوں کی موجودگی میں ملعونہ سے دریافت کیا تو اس نے پنچائت میں اعتراف کیا کہ اس نے یہ کلمات کہے ہیں۔ پنچائت ۱۹/جون ۲۰۰۹ء کو منعقد ہوئی۔ پنچائت کی تفتیش و تحقیق کے بعد تھانہ صدر ننکانہ میں اس کے خلاف پرچہ درج ہوا، ایس پی انوسٹی گیشن سید محمد امین نے دونوں پارٹیوں کا موقف سنا، مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد ایس پی انوسٹی گیشن نے ملزمہ کو گناہگار قرار دیتے ہوئے چالان مکمل کر کے کیس ایڈیشنل سیشن جج محمد نوید اقبال شیخوپورہ کی عدالت میں پیش کیا۔

فاضل جج نے استغاثہ اور صفائی کے گواہان اور وکلاء کا موقف سن کر ۸/نومبر ۲۰۱۰ء کو ملعونہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

کلیسائے روم کے پوپ بینی ڈکٹ نے ملعونہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ۲۰/نومبر ۲۰۱۰ء کو آؤ دیکھا نہ تاؤ، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کیمرہ مینوں کی موجودگی میں ملعونہ کو تسلی دلائی کہ اس کی رہائی کے لئے میں صدر مملکت آصف علی زرداری سے درخواست کروں گا اور باقاعدہ ملعونہ سے درخواست پر دستخط کرائے۔

نیز سلمان تاثیر نے تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو کالا قانون قرار دیا۔ پیپلز پارٹی کی ایم این اے اور وزیر شیریں رحمٰن نے قومی اسمبلی میں باقاعدہ بل پیش کر دیا کہ ناموس رسالت ایکٹ کو ختم کر دیا جائے۔

حضرت لدھیانویؒ کے حکم پر آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس:

مذکورہ بالا واقعات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے حکم پر اسلام آباد کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے حکم پر قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ کانفرنس میں مولانا عبدالرزاق اسکندر، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا سمیع الحق، مولانا عبدالرؤف فاروقی، قاضی حسین احمد، سید منور حسن، لیاقت بلوچ، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پیر عبدالرحیم نقشبندی، علامہ ساجد نقوی، مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، پیر عبدالخالق بھرچونڈی شریف، صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا سید امین الحسنات بھیرہ، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس گھمن، پروفیسر محمد سعید، سابق وزیر اعظم چوہدری شجاعت حسین، سابق وزیر اعجاز الحق اور راقم سمیت دسیوں دینی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔

کانفرنس میں ۲۴/دسمبر ۲۰۱۰ء کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے، ۳۱/دسمبر کو پورے ملک میں ہڑتال، ۹/جنوری کو کراچی میں احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ اگلا پروگرام ۹/جنوری کو بتلایا جائے گا۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت کے لئے کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کانفرنس سے پہلے جماعت اہلسنت اور جمعیت علماء پاکستان بھی کانفرنسیں کر چکی تھی۔ نیز حضرت لدھیانویؒ کے دستخطوں سے ممبران پارلیمنٹ اور سینیٹ کو خط بھی لکھے گئے۔ مانسہرہ سے جمعیت علماء اسلام کی طرف سے صوبائی اسمبلی کے ممبر مولانا مفتی کفایت اللہ نے خیبر پختونخوا اسمبلی میں قرارداد پیش کی کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ نہ کی جائے۔ سرحد اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی۔ حسب پروگرام کراچی میں ۹/جنوری ۲۰۱۱ء کو بہت بڑی ریلی نکالی گئی جس میں لاکھوں انسانوں نے شرکت کی۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے لاکھوں مسلمانوں سے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کی

ESTD 1930
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

اپیل کی، لاکھوں انسانوں نے تائید کی۔

تحفظ ناموس رسالت کے قانون کونہیں چھیڑا جائے گا: وزیراعظم کا اعلان:

وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے ڈیرہ غازی خان میں ایک تقریب میں پاپائے روم بنی ڈکٹ کی جانب سے ’’قانون انسداد توہین رسالت‘‘ کے خاتمے اور اہانت رسول کی مرتکب عیسائی عورت آسیہ مسیح کی رہائی کے مطالبہ سے متعلق صحافیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گا اور نہ اسے تبدیل کیا جارہا ہے۔ (روزنامہ اسلام لاہور، ۱۳رجنوری ۲۰۱۱ء)

تاریخی ہڑتال:

۳۱ردسمبر کو ملک بھر میں تاریخی ہڑتال کی گئی۔

۹رجنوری تبت سینٹر کے سامنے اور ہیڈ برج پر اسٹیج بنایا گیا۔ تاریخی جلسہ سے مولانا فضل الرحمن، سید منور حسن، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، مولانا عبدالغفور حیدری، حافظ حسین احمد، قاری محمد حنیف جالندھری ودیگر نے عظیم الشان خطاب کیا۔

مولانا فضل الرحمن کے تاریخی خطاب کا تذکرہ متذکرہ بالا سطور میں ہو چکا ہے۔ ۳۰رجنوری ۲۰۱۱ء کو لاہور میں عظیم الشان ریلی منعقد ہوئی جس میں لاکھوں افراد نے جوش وجذبے کے ساتھ شرکت کی۔

سیّد یوسف رضا گیلانی نے سمری پر دستخط کردیئے:

وزیراعظم پاکستان سیّد یوسف رضا گیلانی نے ۸رفروری ۲۰۱۱ء کو ۲۶ صفحات کی سمری پر دستخط کردیے اور یقین دہانی کرائی کہ اس قانون کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے ’’دفاع ناموس رسالت‘‘ مرتبہ محمد اسماعیل شجاع آبادی)

آسیہ مسیح کیس عدالتی طریقہ کار کے مطابق چلے گا۔ نیز شیریں رحمن نے بل واپس لے لیا۔

تحفظ ناموس رسالت قانون سے متعلق وزارت داخلہ اور وزارت اقلیتی امور کی رپورٹس مسترد کردی گئیں۔

۱۱رفروری ۲۰۱۱ء کو تحریک تحفظ ناموس رسالت کمیٹی کے اجلاس میں اس عظیم الشان کامیابی پر پوری قوم کو مبارکباد دی گئی۔

۱۹رفروری ۲۰۱۱ء کی اے پی سی، ۲۰رفروری کو پشاور میں ہونے والی ریلی اور جلسہ عام کو منسوخ کردیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے فرمایا کہ تحریک کامیاب ہونے کے باعث ختم کی جائے۔ البتہ رابطہ کمیٹی برقرار رہے گی۔

نیز حضرت والا نے حکم فرمایا کہ ۱۸رفروری ۲۰۱۱ء کو یوم تشکر منایا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر کے حکم کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر جماعتوں نے ۱۸رفروری کو یوم تشکر منایا۔ یہ پہلی کامیابی تھی جو حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے دور امارت میں نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS

تحریک ختم نبوت میں بہاولپور کا کردار!

(۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چوتھی قسط

اسلامی کالونی میں چرچ کی تعمیر:

ابھی مشتاق کالونی کے گرجا گھر سے متعلق کوئی صحیح فیصلہ سامنے نہ آیا تھا کہ عیسائیوں نے اسلامی کالونی میں چرچ کی تعمیر شروع کردی۔ اس سلسلہ میں ۲۶ رجون ۱۹۸۸ء کو مجلس عمل کا اجلاس شیخ الحدیث مولانا محمد حنیفؒ صدر مہتمم اسلامی مشن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں چرچ سے متعلق مجلس عمل کو بحال کردیا گیا۔ اس میں کچھ نئے حضرات شامل کئے گئے۔ مولانا عبدالرزاق خطیب اسلامی کالونی، مولانا محمد عبداللہ خطیب آری، بریلوی مکتب فکر کے قاضی محمد غوث، مفتی صالح محمد اویسی، جماعت اسلامی کے مقامی امیر ڈاکٹر وسیم اختر، صوبیدار نور محمد اسلامی کالونی، چوہدری محمد حنیف، سید نذیر احمد شاہ کونسلر اسلامی کالونی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ مقام پر کسی صورت میں چرچ نہیں بننے دیا جائے گا۔ ریلوے لائن کے پار عیسائیوں کے پاس ۴۹ کنال پر مشتمل قبرستان کی جگہ موجود ہے۔ اس میں دو کنال میں گرجا گھر تعمیر کردیا جائے تو اسلامیان بہاولپور کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ نیز عیسائی متنازعہ گرجا پر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے لاؤڈ اسپیکر پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز مشتاق کالونی جس میں عیسائیوں کا ایک گھر بھی نہیں چرچ کی تعمیر بند کی جائے۔ اجلاس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث سمیت مقامی دوستوں نے بھی شرکت کی۔ طے کیا گیا کہ ایک وفد کمشنر بہاولپور سے مل کر مجلس عمل کے مطالبات پیش کرے۔ جس میں حاجی سیف الرحمن، قاضی محمد غوث، گلزار نسیم، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالرزاق شامل ہوں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کا انتخاب:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سہ سالہ ممبر سازی ہوئی تین سال کے لئے درج ذیل عہدیداروں کی تقرری کی گئی۔ سرپرست: الحاج محمد ذکر اللہ، امیر: حاجی سیف الرحمن، نائب امرا: شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمن، حاجی عمر دین، ناظم اعلیٰ: چوہدری محمد علیم، ناظم: علامہ محمد ریاض چغتائی، حافظ عبدالحمید، ناظم تبلیغ: ڈاکٹر عبدالستار اختر، خازن: عبدالرحمن انصاری۔

۱۳ راکتوبر ۱۹۸۸ء کو چناب نگر میں مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں بہاولپور کی نمائندگی مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یوسف، قاری محمد یوسف ڈسٹرکٹ خطیب، حاجی محمد امین، حاجی مہر دین، میاں محمد شفیع چغتائی، محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر کریں گے۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ بہاولپور کو قادیانی اسٹیٹ نہیں بننے دیا جائے گا۔

نسیم احمد قادیانی کو پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم کا انچارج بنانے کے خلاف احتجاج:

۱۹۸۸ء کے انتخابات میں پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم کا انچارج نسیم احمد قادیانی کو بنایا گیا۔ انتخابات کے نتیجہ میں پیپلز پارٹی کامیاب ہوگئی اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم منتخب ہوئیں۔ پی پی کے برسر اقتدار آنے سے قادیانی پھولے نہیں سمائے۔ چنانچہ وزیر اعظم نے جب کابینہ کے اجلاس کی صدارت کی تو نسیم احمد قادیانی وزیر اعظم کے ساتھ بیٹھا۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کا اجلاس ۱۹ ردسمبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا، جس میں ملک بھر میں قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ محترمہ نے اپنی پریس کانفرنس میں نسیم احمد قادیانی کو اسٹیج پر بٹھلا کر اپنی پارٹی کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی روح کو تڑپا دیا، کیونکہ بھٹو صاحب کے دور میں ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ قادیانی جماعت نے اس فیصلہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی موت کو کتے کی موت قرار دیا: ”کلب یموت علی کلب“ ... کتا تھا، کتے کی موت مرگیا... اسی باغی گروہ کے ایک فرد کو نوازنا، اس فیصلہ کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

امتناع قادیانیت ایکٹ ۱۹۸۴ء کے نفاذ کے بعد قادیانی اخبار الفضل کی اشاعت پر پابندی عائد کردی گئی۔ محترمہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد الفضل کی اشاعت دوبارہ شروع ہوگئی۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ الفضل پر مستقل پابندی عائد کرکے اس کا ڈکلریشن منسوخ کیا جائے۔

مارچ ۱۹۸۹ء میں قادیانیوں کے مجوزہ صد

سالہ جشن پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ پر احتجاج کرتے ہوئے قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا، لہٰذا کسی بھی قادیانی کو ایٹمی ٹیکنالوجی کے مراکز میں کوئی ذمہ داری سپرد نہ کی جائے، بصورت دیگر پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل اور امریکا تک پہنچ جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف کی بہاولپور آمد پر ان سے ملاقات کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں امیر مجلس حاجی سیف الرحمن کے علاوہ مولانا غلام مصطفیٰ، مفتی عطاء الرحمن، حاجی عمر دین، مولانا شمس الدین انصاری، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عبداللہ خان سمیت بہت سے حضرات نے شرکت کی۔

مرقع اردو میں توہین آمیز کلمات پر احتجاج:

مرقع اردو نامی کتاب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑے چوہدری کا لفظ استعمال کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے اراکین کا اجلاس ۱۲ر جولائی ۱۹۸۹ء کو ہوا جس میں متنازع مضمون کو کتاب سے نکالنے کا مطالبہ کیا گیا۔

بی بی کی مرزائیت نوازی:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ محترمہ کے برسراقتدار آنے کے بعد قادیانی نوازی انتہا کو پہنچ گئی۔ سندھ کا چیف سیکریٹری ایک سکہ بند قادیانی کنور ادریس کو مقرر کیا گیا۔ نیز محترمہ کا اسپیچ سیکریٹری فرحت اللہ بابر جس کے متعلق زبان زد عام ہے کہ وہ قادیانی ہے کو مقرر کیا گیا۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کا مستقل مندوب نسیم احمد قادیانی کو مقرر کیا گیا۔ نیز نصیر اے شیخ قادیانی کو وزیر اعظم نے اپنا مشیر مقرر کیا۔ مجلس بہاولپور نے مذکورہ بالا "کی پوسٹوں" پر قادیانیوں کے تقرر کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔

پنجاب گورنمنٹ نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی عائد کردی:

۱۸۸۹ء میں آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی نے اپنی جھوٹی نبوت اور جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۸۹ء میں قادیانیوں نے سو سالہ جشن منانے کا اعلان کیا، چناب نگر میں وسیع تر انتظامات کئے گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اعلان کیا کہ اگر چناب نگر میں قادیانیوں کو سو سالہ جشن منانے کی اجازت دی گئی تو چناب نگر کو جانے والے تمام راستے بند کردیئے جائیں گے اور ہر سڑک پر ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی، اس پر بھرپور محنت کی گئی۔ پنجاب گورنمنٹ نے پابندی عائد کردی۔ قادیانیوں نے واہنڈو نامی گاؤں میں لاہور کے قریب دسیوں ایکڑ زمین ٹھیکہ پر لے کر وسیع انتظامات شروع کر دیئے، مجلس نے لاہور کی فضا کو گرما دیا کہ تمام راستے واہنڈو کی طرف جائیں گے۔ گورنمنٹ پنجاب نے اس پر بھی پابندی عائد کردی تو قادیانی ہائی کورٹ میں گئے لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس خلیل الرحمن خان نے پابندی کو برقرار رکھا۔

(جاری ہے)

امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا انتقال عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے: علماء کرام

سیالکوٹ (اویس احمد فاروقی) امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا انتقال عالم اسلام کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے، جو حالات آج کل پاکستان میں چل رہے ہیں اور جو مشکل وقت دینی مدارس اور دینی جماعتوں پر ڈالا جا رہا ہے اس ہی عرصہ میں حضرتؒ کا دنیا سے چلے جانا دینی جماعتوں اور مدارس کو بے آسرا کردینے کے مترادف ہے، ان حالات میں امیر مرکزیہ کی موجودگی ایک سایہ دار درخت کی مانند تھی کہ جس کے چھاؤں میں بیٹھ کر کسی بھی قسم کی تپتی دھوپ کا ڈر نہ تھا، مگر اب ڈر لگنے لگا ہے کہ پتا نہیں حضرتؒ کی عدم موجودگی میں اب دوسرے درخت طوفانوں کا مقابلہ کس طرح سے کر پائیں گے۔ امیر مرکزیہ کی شفقتوں کا کیا کہوں، سیالکوٹ میں دو مرتبہ ان کی زیارت کا موقع ملا۔ ایک دفعہ ان کی خدمت کرنے کا موقع بھی ملا، میں نے جب بتایا کہ میں خادم ختم نبوت ہوں تو جو دعائیں انہوں نے دیں وہ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہیں اور ان کی شفقت اور محبت کا اثر اب بھی دل پر نقش ہے ان کے ہاتھوں کا نرم لمس ابھی بھی اپنے ہاتھوں پر محسوس کر رہا ہوں، امیر مرکزیہ کا نام جب بھی لکھا ان کے نام کے ساتھ دامت برکاتہم العالیہ کے الفاظ لگائے گئے آج ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ لکھتے ہوئے ہاتھ بھی کانپ رہے ہیں، کلیجہ منہ کو آتا کو ہے آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی اور دماغ میں حضرت کا سراپا گردش کر رہا ہے، تمام خادمین ختم نبوت، حضرت کے شاگردوں، ان کے رفقاء، عزیز واقارب اور بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے ساتھی، اساتذہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان احباب کے لئے صبر جمیل کی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور ان پر اپنے کرم کا معاملہ فرمائے۔ آمین۔

موبائل فون کے ضروری احکام

آخری قسط

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

حالت طواف وسعی کے درمیان موبائل پر بات چیت کرنا:

س:...... کسی شخص کا حالت طواف یا صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے بذریعہ موبائل فون گفتگو کرنا یا کسی کی کال کا جواب دینا کیسا ہے؟

ج:...... موبائل فون پر ضروری گفتگو کرنے سے طواف یا سعی میں کوئی خرابی نہیں آتی، البتہ بہتر یہ ہے کہ بلاضرورت کسی طرح کی گفتگو نہ کی جائے اور طواف وسعی کے درمیان ذکر واذکار میں مشغول رہا جائے۔ (فتح القدیر:۲/۴۹۵، انوار مناسک:۴۴۱،۵۷۲)

اجنبی لڑکے لڑکی کا میسج کے ذریعہ گفتگو کرنا:

س:...... کسی لڑکے کا اجنبی لڑکی سے بذریعہ میسج گفتگو کرنا کیسا ہے؟

ج:...... میسج پر گفتگو بھی آمنے سامنے گفتگو کی مانند ہے، اس لئے جس طرح اجنبی لڑکی سے بالمشافہ گفتگو منع ہے، اسی طرح میسج کے ذریعہ بھی گفتگو سے اجتناب کرے۔ (شامی زکریا:۹/۵۰۳)

موبائل فون پر بے جا بات کرنا:

س:...... اگر ایک ہی کمپنی کے دو موبائل فون دو الگ الگ آدمیوں کے پاس ہوں اور یہ دونوں اپنے ایک ہی کمپنی کے موبائل فون سے جتنی دیر چاہیں، مفت بات کرسکتے ہیں تو ایسی صورت میں یہ دونوں کتنی دیر تک بات کرسکتے ہیں؟ آیا بقدر ضرورت پر اکتفا کریں یا ضرورت سے زائد بے جا گفتگو بھی کرسکتے ہیں؟

ج:...... جب کمپنی نے یہ سہولت دے رکھی ہے کہ اس کے موبائل فون پر جتنی دیر تک چاہیں باتیں کرسکتے ہیں تو شرعاً معاملے کے اعتبار سے باتیں کرنے میں وقت کی کوئی تحدید نہیں کی جائے گی، البتہ گپ شپ اور بلاضرورت بات چیت کسی بھی حال میں درست نہیں، خواہ موبائل فون پر ہو یا موبائل فون کے بغیر۔ (بخاری شریف، حدیث:۶۴۷۳)

موبائل فون میں بلااجازت گفتگو ٹیپ کرنا:

س:...... بذریعہ موبائل فون بلااجازت کسی کی گفتگو کو ٹیپ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج:...... عام حالات میں بلااجازت موبائل فون میں کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں، کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”مجلسوں میں کہی گئی بات امانت ہے۔“ اور ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محدود نہ رہ سکے گی، بلکہ اس کے دوسروں تک پہنچنے کا عین امکان ہے۔ (ترمذی:۲/۱۷، حاشیۃ الترمذی:۶)

قرض خواہ کے تقاضے سے بچنے کے لئے موبائل کو خاص طریقہ سے سیٹ کرنا:

س:...... اگر کوئی قرضدار، قرض خواہ کے تقاضے سے بچنے کے لئے قرض خواہ کے نمبر کے ساتھ اپنے موبائل کو اس طور پر سیٹ کردے کہ اگر قرض خواہ، قرضدار سے رابطہ قائم کرنا چاہے تو اسے قرضدار کے موبائل کا بند ہونا یا آؤٹ آف کوریج ہونا یا نمبر کا مصروف ہونا سنائی دے، حالانکہ حقیقت میں موبائل فون نہ بند ہو نہ آؤٹ آف کوریج میں ہو، نہ نمبر مصروف ہو تو ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا شرعاً ظلم ہے، اس کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا، وہ درست نہ ہوگا، لہٰذا قرض خواہ کو پریشان کرنے کی غرض سے موبائل فون کو اس طرح سیٹ کرنا کہ قرض خواہ کا رابطہ نہ ہوسکے درست نہیں ہے، اگر مہلت کی ضرورت ہو تو صاحب معاملہ سے پوری بات کرکے مہلت لے لے۔ (مسلم شریف:۲/۱۸، مسند احمد:۲/۷۱)

موبائل کے ذریعہ گھنٹی بجا کر پریشان کرنا:

س:...... اگر زید، عمرو کے موبائل سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ڈائل کرے، پھر فوراً ایک دو گھنٹی بجنے کے بعد بند کردے تاکہ اس کو پریشان کرے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... موبائل کی گھنٹیاں بجا کر کسی کو پریشان کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ (بخاری شریف:۱/۶، معارف القرآن:۶/۴۹۶)

موبائل فون پر مس کال کرنا:

س:...... کسی کے موبائل پر اس لئے مس کال کرنا کہ وہ فون ملائے اور مس کال کرنے والے کا خرچہ نہ ہو، کیسا ہے؟

ج:...... مس کال کرنے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر مس کال کسی کو تنگ کرنے کے لئے ہو تو ناجائز اور گناہ ہے۔

(۲) کسی کے پاس بیلنس ختم ہوجائے اور فوری طور پر کسی سے ضروری بات کرنی ہو تو مس کال کی گنجائش ہے، یہ بھی اس صورت میں ہے کہ جب رابطہ ہو تو وضاحت کردی جائے کہ بیلنس ختم ہوگیا تھا اور بات بھی فوری کرنی تھی، اس لئے مس کال کی۔

(۳) بیلنس موجود ہے اور اپنے کام کے لئے فون کرنا ہو تو ایسی صورت میں مس کال کرنا درست نہیں، بلکہ فون ہی کیا جائے۔

(۴) جس سے کام ہے اسی کو مس کال کی جائے، اس صورت میں اگرچہ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ مس کال کی بجائے فون کیا جائے تاہم اگر مس کال کی جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

موبائل کے ذریعہ دوستی گانٹھنا:

س:...... بعض موبائل کمپنیاں (Ekcall اک کال) کے نام سے میسج بھیجتی رہتی ہیں، جس میں وہ اپنے کسٹمرز کو ایک مخصوص نمبر فراہم کرتی ہیں تاکہ اس نمبر پر ڈائل کرکے کچھ نئے دوستوں سے اپنی جان پہچان کرالیں، جس میں کبھی مردوں سے جان پہچان ہوتی ہے تو کبھی عورتوں سے، تو کیا کسی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مخصوص نمبر پر ڈائل کرکے نئے دوستوں مثلاً مردوں یا عورتوں سے اپنی جان پہچان کرائے؟

ج:...... اجنبی مردوں سے بلاوجہ دوستی قائم کرنا وقت کی بربادی اور لایعنی مشغلہ ہے اور اجنبی لڑکیوں سے موبائل فون وغیرہ کے ذریعہ دوستی کرنا شرعاً حرام ہے اور بدترین معصیت تک پہنچانے والا ہے۔

(طحاوی علی المراقی، اشرفی:۲۴۲)

موبائل کو وقتِ مقررہ سے زائد استعمال کرنا:

س:...... تکنیکی غلطی سے ہمارا موبائل فون وقت سے زائد چل رہا ہے، کمپنی کے قانون کے لحاظ سے ہمارا فون بند ہوجانا چاہئے تھا مثلاً ۱۵/ اکتوبر تک اس کا وقت ہے اس کے بعد اسے بند ہوجاتا ہے، مگر اس کے بعد بھی یہ چالو ہے تو کیا اس کے ذریعہ کال کا جواب دینا جائز ہے؟

ج:...... جب آپ کو پہلے سے یہ معلوم ہے کہ فلاں تاریخ تک آپ کے سیل فون کی مدت ختم ہوجائے گی، پھر بھی مذکورہ تاریخ پر موبائل فون کی سروس منقطع نہیں ہوئی تو دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ فوراً موبائل کمپنی سے رابطہ کرکے اس تکنیکی غلطی پر اسے مطلع کریں اور مدت کے بعد جس قدر بھی آپ نے موبائل کا استعمال کیا ہے، اس کی اُجرت کمپنی کے کھاتے میں جمع کرادیں۔

(مشکوٰۃ شریف:۲۵۵)

موبائل کے ریچارج میں غلطی:

س:...... اگر کسی نے اپنے موبائل میں پیسے ریچارج کرائے (ڈلوائے) لیکن نمبر غلط مل جانے کی وجہ سے وہ پیسے کسی دوسرے کے موبائل میں چلے جائیں تو ایسی صورت میں ریچارج کروانے والے کے لئے حق مطالبہ حاصل ہے یا نہیں؟ اور جس کے موبائل میں غلطی سے پیسے آگئے ہیں ایسا شخص کیا کرے؟

ج:...... جو پیسے غلطی سے دوسرے کے موبائل میں چلے جائیں تو ریچارج کرانے والے کو اس کی واپسی کے مطابق کا حق حاصل ہے اور جس کے موبائل میں غلطی سے پیسے آگئے ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ اتنے زائد پیسے جو اس کی طرف آئے ہیں، اس مالک کو واپس کرے۔ (الاشباہ والنظائر:۱۴۴)

موبائل میں کال ویٹنگ سسٹم فیڈ کرنا:

س:...... کال ویٹنگ یعنی اپنے موبائل میں اس طرح سسٹم کردینا کہ باتیں کرتے ہوئے اگر کوئی دوسرا شخص کال ملائے تو اس کی گھنٹی سنائی دے گی، لیکن وہ حقیقت میں انتظار کرنے والوں کی صف میں ہوگا تو کیا ایسا کرنا ایذائے مسلم میں داخل ہوگا؟

ج:...... کال ویٹنگ سسٹم میں کوئی حرج نہیں ہے، اس میں قصداً ایذائے مسلم کا پہلو نہیں پایا جاتا، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص گھر میں کسی کام میں مشغول ہو اور باہر سے آنے والا شخص گھنٹی بجاکر واپس چلا جائے۔ (شامی زکریا:۹/۵۹۲)

موبائل کی خرید و فروخت اور "ڈاؤن لوڈنگ" کا حکم:

س:...... آج کل موبائل فون کی خرید و فروخت، اس کی ریچارجنگ اور پروگرام ادھر سے ادھر بھیجنا (ڈاؤن لوڈنگ) بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، اس میں کیمرہ والے موبائل بھی ہوتے ہیں اور اسکرین سیور پر بھی خوبصورت مناظر، کبھی فلمی اداکاروں کی نیم عریاں تصویریں، اسی طرح ٹون (ساؤنڈ) میں مختلف گانے اور میوزک وغیرہ ہوتی ہیں، گاہک فرمائش کرتے ہیں کہ ہمارے موبائل فون میں فلاں تصویر بھیج دیں اور فلاں گانے کی میوزک لوڈ کردیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں موبائل کی ریچارجنگ، خرید و فروخت نیز اس کی دکان لگانا اور اُجرت کے عوض یہ سب کام کرنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

ج:...... موبائل فون کی خرید و فروخت اور اس کی مرمت اور اس میں ایسے پروگرام ڈالنا جو مفید ہوں، نیز ان میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو فی نفسہ درست ہے اور اس طرح کے عمل پر نفع اور اُجرت لینا بھی جائز ہے، لیکن موبائل میں گانوں کی آوازیں، اسی طرح فحش تصاویر کی ڈاؤن لوڈنگ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اور اس طرح کی ڈاؤن لوڈنگ پر اُجرت لینا بھی ناجائز ہے اور اس کی آمدنی حلال نہیں ہے۔ (ہدایہ:۳/۳۰۳، شامی زکریا:۹/۵۰۷)

موبائل حوائج اصلیہ میں سے یا نہیں؟

س:...... دورِ حاضر میں موبائل فون حوائج اصلیہ میں داخل ہوگا یا نہیں؟

ج:...... موبائل فون ایک استعمالی چیز ہے، جس سے آدمی اپنی ضرورت کے تحت فائدہ اٹھاتا ہے اور اس طرح کی تمام چیزوں کو شریعت نے حوائج اصلیہ میں شامل کیا ہے، جن کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے جیسے گاڑی، گھریلو ضروریات کی

مشینیں، برتن وغیرہ۔ (شامی، زکریا:۳/۱۷۸)

قیمی موبائل پر زکوٰۃ کا حکم:

س:...... اگر کسی شخص کے پاس ایک سے زائد موبائل فون ہوں اور ان موبائلوں کی قیمت اس حد تک پہنچ جائے جس سے آدمی صاحب نصاب ہوجاتا ہے تو اتنے قیمتی موبائل رکھنے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں؟ جبکہ اس سے کم قیمت کے موبائل سے بھی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

ج:...... جو موبائل فون ذاتی ضرورت کے لئے خریدے گئے ہیں، خواہ وہ کتنے ہی قیمتی ہوں، ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ اموال تجارت میں شامل نہیں ہیں، البتہ اگر کوئی شخص موبائل فون کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہے تو اس پر موبائلوں کی مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ کے وجوب کا حکم ہوگا۔ (شامی، زکریا:۳/۱۹۳)

موبائل پر ایزی لوڈ کے ذریعہ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم:

س:...... زید (جو کہ صاحب نصاب ہے) کیا وہ زکوٰۃ یا فطرانہ عمر کو (جو کہ مستحق زکوٰۃ ہے) بصورت ایزی لوڈ اس کے موبائل نمبر میں عمر کی اجازت یا بغیر اجازت کے روپے ڈلوا کر ادا کرسکتا ہے اور اس کا یہ فطرانہ یا زکوٰۃ (کی رقم) ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

ج:...... زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرعاً مستحق زکوٰۃ کو مال کا مالک اور قابض بنانا ضروری ہے اور مستحق زکوٰۃ شخص کے موبائل میں ایزی لوڈ کرانے سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے کہ ایزی لوڈ حقیقتاً منافع کی تملیک ہے، کیونکہ ایزی لوڈ کمپنی کے نیٹ ورک کو استعمال کرنے کی سہولت ہے جو کہ منفعت ہے اور منافع کی تملیک سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، لہٰذا اگر زید، عمر کے موبائل میں ایزی لوڈ کروائے تو اس سے زید کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ پری پیڈ کنکشن ہو اور اگر پوسٹ پیڈ کنکشن ہو، جس میں صارف کے ذمہ استعمال کے بعد بل کی ادائیگی واجب الاعادہ ہوتی ہے اور کمپنی صارف کو یہ سہولت مہیا کرے کہ اس کے موبائل میں ایزی لوڈ کیا جاسکے تو چونکہ اس صورت میں صارف پر ادائیگی دین (قرض) ہوگی اور مستحق زکوٰۃ مدیون (قرض دار) کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقم سے اس کا دَین ادا کیا جاسکتا ہے: ”کما صرح به الفقهاء: اما دين الحي الفقير فيجوز لو بامره۔“ (درمختار:۳/۳۴۴)

لہٰذا اگر مستحق زکوٰۃ شخص کا پوسٹ پیڈ کنکشن ہو اور اس پر بل واجب الادا بھی ہوچکا ہو تو اگر صارف کی اجازت سے ہو اور مستحق زکوٰۃ بھی ہو تو واجب الادا بل کی حد تک زکوٰۃ کی رقم سے بل ادا کرنے سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (تبویب:۱۰۷۳/۵۵) ☆

صحبتِ شیخ!

مورخہ ۵؍فروری ۲۰۱۵ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی یاد میں منعقد ہونے والے پروگرام کے سلسلہ میں استاذ العلماء، رئیس المحدثین، یادگار اسلاف حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی غرض سے جامعہ فاروقیہ حاضر ہوئے۔ ملاقات کا وقت دن پونے ایک بجے طے ہوا تھا، وقت مقررہ سے پہلے قصداً حاضر ہوئے کہ شیخ کے درس حدیث کی برکات حاصل ہوجائیں گی۔ جب جامعہ فاروقیہ کی حدود میں داخل ہوئے تو حضرت کا سبق جاری تھا، چنانچہ ادب واحترام کے ساتھ طلبا کی پچھلی صفوں میں خاموشی سے بیٹھ گئے۔

نماز کے مسائل، ستر کے مسائل پر بخاری شریف کی احادیث کا درس ہورہا تھا جب شیخ کی آواز سنی تو دل باغ باغ ہوگیا، علوم و معارف کی بارش ہورہی تھی، نہایت شائستہ اور نفیس انداز تکلم، بلاغت اور ایک ایک حرف دل میں اترتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم اس وقت عمر کی تقریباً ۹۰ بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ بخاری شریف کو کھول کر میز پر سامنے رکھے ہوئے، وہیل چیئر پر براجمان، حضرت مدنیؒ کے علوم و معارف کے محافظ و منادہ، عاجزی و انکساری کا پیکر بنے ہوئے درس حدیث ارشاد فرمارہے تھے۔ حضرت مدظلہ کے لئے ضعف و پیرانہ سالی کی بنا پر خود گفتگو فرمانا مشکل ہوگیا ہے۔ تاہم حضرت کی کیسٹ سے سبق پیش ہورہا تھا، مگر ہر ایک حدیث پر نظر، اپنی گفتگو پر توجہ، اطمینان و سکون کی کیفیت میں سبق جاری تھا۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اس مسئلہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے، علامہ قرطبیؒ یہ فرماتے ہیں، علامہ عسقلانیؒ اور قسطلانیؒ یہ فرماتے ہیں۔ غرضیکہ ایک عجیب روحانی، ایمان پرور وجد آفریں ماحول تھا۔ جب حضرت دامت برکاتہم کے چہرۂ انور پر نظر پڑی تو انوارات ہی انوارات تھے، سبق کے بعد دفتر تشریف لائے۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، محمد انور رانا ناظم مجلس کراچی کی معیت میں بندہ بھی حاضر خدمت ہوا، سلام پیش کیا، پوچھا: کیسے آئے؟

میں نے عرض کیا: امیر محترم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی یاد میں پروگرام طے کیا ہے، آپ سے دعائیں اور سرپرستی کی درخواست کرنے حاضر ہوئے ہیں، فرمایا: پروگرام کہاں رکھا ہے؟ عرض کیا: گل بہار لالہ زار، عالمگیر مسجد بہادرآباد میں، اتوار والے دن صبح ۱۰ بجے سے دوپہر ایک بجے تک۔ فرمایا: یہ تو سبق کا وقت ہے، میں گیارہ بجے حاضر ہوجاؤں گا، بندہ ناکارہ نے عرض کیا: آپ دس بجے۔ کے بعد تشریف لے آئیں، جتنی دیر راحت ہو تشریف فرما رہیں، اس کے بعد دعا فرمائیں اور آپ آجائیں، فرمایا: بہت اچھا، ضرور حاضر ہوں گا۔ حضرت کی پہلی سبق والی مجلس بہت ہی خوب مجلس تھی، مگر دوسری ملاقات والی مجلس اس سے بھی بڑھ کر۔ اپنی بیماری، اپنے ضعف، اپنی عمر کسی چیز کا عذر پیش نہیں کیا۔ فکر تھی تو سبق کی۔ اللہ اکبر، کاش! آج ہم بھی اپنے ان اکابر کے نقش قدم کو پالیں زندگی گلزار بن جائے گی، رب کریم سے دعا ہے کہ ہمارے حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر بعافیت سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

مولانا قاضی احسان احمد

بقیہ:.........اداریہ

رہا کوئی اہل حدیث کسی دیوبندی کے مدرسہ میں یا بریلوی کسی شیعہ کے مدرسہ میں داخل نہیں ہوسکتا، یہ بھی مدارس پر الزام ہے، ورنہ کوئی بھی فرد بحیثیت طالب علم کسی مسلک اور کسی مکتب فکر کے مدرسہ میں داخلہ لینا چاہے تو اس پر کوئی پابندی نہیں، اس لیے کہ راقم الحروف اس کا عینی گواہ ہے کہ غالباً ۱۹۸۳ء یا ۱۹۸۴ء میں میرے درجہ ثانیہ کے وقت ایک شیعہ طالب علم ہمارے مدرسہ میں ایک استاذ کے پاس قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے آتا تھا اور پوری بحث بھی کرتا تھا۔ اسی طرح دورہ حدیث کے سال میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ہمارا ایک ساتھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتا تھا، اور اس نے اہل حدیث ہونے کے باوجود دورہ حدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ہی مکمل کیا اور سند فراغ حاصل کی اور وہ آج بھی ایک اہل حدیث مکتب فکر کے ادارہ میں پڑھا رہا ہے۔

محترم! مدارس صرف دینی تعلیم کے لیے ہیں اور ہر ایک کے حصول تعلیم کے لیے کھلے ہوئے ہیں، مدارس میں فرقہ بندی یا تعصب کو کبھی ہوا نہیں دی گئی، لیکن جب سے حکومتوں کی ایک دوسرے پر تسلط اور غلبہ کی پالیسیوں اور سازشوں کے ذریعہ فرقہ واریت کو ہوا دی گئی اور ان کو آپس میں دست وگریبان کردیا گیا تو ہر ایک دوسرے کے سایہ سے ڈرنے لگا۔ ورنہ دیوبندی ہو یا بریلوی، اہل حدیث ہو یا شیعہ، سب ایک دوسرے کا علمی احترام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔

۲:۔ محترم! آپ نے لکھا: ''دوسری بڑی خرابی ان مدارس کے نظام میں یہ ہے کہ یہ اگرچہ دینی مدارس ہیں، لیکن دین میں جو حیثیت قرآن کو حاصل ہے، وہ ان میں اسے کہیں حاصل نہیں۔''

محترم! یہ بات بھی حقیقت سے بہت دور ہے، اس لیے کہ ہر طالب علم کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے سے پہلے نورانی قاعدہ، بغدادی قاعدہ، وغیرہ پڑھایا جاتا ہے، تاکہ اُسے الفاظ قرآن کی پہچان ہوجائے اور اس کا تلفظ درست ہوجائے، اس کے بعد ناظرہ قرآن کریم، پھر حفظ قرآن یا اس کا ایک پارہ یاد کرایا جاتا ہے۔ صحیح قرأت اور تجوید کے لیے جمال القرآن، جزری، فوائد مکیہ اور اس طرح کی فن قراءت سے متعلق دوسری کتب پڑھائی جاتی ہیں۔

درجہ ثانیہ سے ایک پارہ قرآن کریم، ترجمہ اور تفسیر، درجہ ثالثہ میں دس پارہ کا ترجمہ وتفسیر، درجہ رابعہ میں پھر دس پاروں کا ترجمہ وتفسیر، درجہ خامسہ میں بقیہ پاروں کا ترجمہ وتفسیر، درجہ سادسہ میں پورے قرآن کریم کی تفسیر، تفسیر جلالین کے نام سے پڑھائی جاتی ہے اور درجہ سابعہ میں تفسیر بیضاوی۔ اب اگر یہ قرآن کریم کو اولیت اور فوقیت نہیں اور اس کو نصاب میں محور ومرکز کا مقام حاصل نہیں تو اور کس کو حاصل ہے؟ بلکہ مدارس کے نصاب میں پڑھایا جانے والا مکمل نصاب ہے ہی قرآن کریم کی خدمت اور قرآن کریم کی تفہیم کے لیے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ مدارس سے فارغ التحصیل طالب علم قرآن کریم میں اپنی من مانی تاویل نہیں کرتا، قرآن کریم کی تحریف کا مرتکب نہیں ہوتا، ریسرچ اور تحقیق کے نام سے اپنے غلط نظریات کے لیے قرآن کریم کو ڈھال نہیں بناتا، وہ ہمیشہ قرآن کریم کو احادیث کے آئینہ اور اسلاف کے طریقہ میں دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق تشریح کرتا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی تفسیر عثمانی، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن: بیان القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن، مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ کی تفسیر انوار البیان، صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ کی معالم العرفان فی دروس القرآن، یہ تمام اکابر وہی ہیں جنہوں نے مدارس میں اسی نصاب کو پڑھا ہے اور انہوں نے یہ قرآن کریم کی خدمت کی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر ان کو قرآن کریم نہیں پڑھایا گیا اور قرآن کریم ان کو نہیں سمجھایا گیا تو یہ کئی کئی جلدوں میں انہوں نے تفاسیر کیسے لکھ لیں؟

فقہ کی بنیاد بھی قرآن کریم ہی ہے اور فقہ سے مراد قرآن کریم کے وہ احکام ہیں جو انسان کی عملی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً عبادات: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، وغیرہ۔ مناکحات: نکاح، طلاق، تفریق، مہر، عدت، ثبوت نسب، والدین، اولاد، بیوی کا نفقہ، میراث، وصیت وغیرہ۔ معاملات: خرید وفروخت، آجر اور اجیر، مالک اور کرایہ دار کے احکام، ہبہ، قرض وغیرہ، انتظامی قوانین: امیر کا انتخاب، عدلیہ کی تشکیل، شہادت، جرائم پر سزائیں، امن وامان قائم رکھنے کی تدبیریں وغیرہ یہ سب قرآنی احکامات ہیں جن کو آسان الفاظ میں فقہ کے عنوان کے تحت پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔

جدید تحقیق اور اجتہاد ان مسائل میں روا نہیں جو کہ منصوص ہیں یا ان پر پہلے تحقیق ہوچکی ہے اور وہ عملی توارث وتواتر سے چلی آرہی ہیں، ہاں! جدید پیش آمدہ مسائل میں تحقیق ناگزیر ہے، لیکن اس کے لیے بھی شرائط ہیں:

۱:... تمام علوم عالیہ وآلیہ میں مہارت تامہ ہو۔ ۲:... جدید مسائل کا حل انفرادی نہ ہو، بلکہ شورائی طریقہ پر ہو۔ ۳:... مجلس شوریٰ کا ہر رکن متقی، پرہیزگار، علم وعمل کا جامع اور خالص اسلامی ذہن رکھتا ہو، مغربی تہذیب وتمدن کا دلدادہ اور مستشرقین کا تربیت یافتہ نہ ہو۔ ۴:... جدید مسائل میں ان اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے گا جو

مجتہدین نے طے کردیے ہیں، جدید مسائل کا حل ان اصولوں کے ماتحت رہ کر ہو، ان سے بالاتر نہیں۔ ۵:...سب کو مجلس شوریٰ کے فیصلے کا پابند کیا جائے۔ اگر ان شرائط کا لحاظ نہ رکھا گیا اور اپنی انفرادی رائے کو ریسرچ اور تحقیق کے نام سے پیش کیا گیا تو اس سے فتنے پیدا ہوں گے اور فرقہ واریت پھیلے گی، جس کے روکنے کے لیے یہ سب تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ اس لیے انفرادی طور پر اپنی اپنی تحقیق کے پردہ میں فتنہ کھڑا کرنے اور فرقہ واریت پیدا کرنے اور پھیلانے کی اجازت کسی کو نہ دی جائے گی۔

۳:- آپ نے لکھا کہ تیسری بڑی خرابی یہ ہے کہ ان کا نصاب نہایت فرسودہ اور ہماری علمی و دینی ضرورتوں کے لیے بالکل بے حاصل ہے۔

اس کے جواب میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی ایک تحریر کا حوالہ کسی قدر حک و اضافہ کے ساتھ دینا کافی ہوگا، حضرت لکھتے ہیں:

''اصولی طور پر جو بات دیکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جن حالات میں دین کے تحفظ کے لیے دینی مدارس کا نظام عمل میں آیا تھا، کیا ان حالات میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے؟ بادی النظر میں حالات بہت کچھ بدل چکے ہیں، وہ غلامی کا دور تھا، اور یہ آزادی کا دور ہے، لیکن اگر گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہی حالات جوں کے توں اب بھی باقی ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

دینی مدارس کا نظام جب قائم ہوا اس وقت حالات یہ تھے کہ عصری تعلیم گاہوں میں دینی علوم اور دینی اقدار کے تحفظ کا کوئی احساس نہیں تھا، بلکہ ان کا نصاب تعلیم، فلسفہ تعلیم اور طرز تعلیم مغربیت کے محور پر گردش کرتا تھا، ان میں اگر دینی علوم پڑھائے جاتے تھے تو وہ بھی دین کی خاطر نہیں، بلکہ محض حصول دنیا کے لیے تھے، اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ دینی علوم واقدار کے تحفظ کے لیے الگ قومی ادارے قائم کیے جائیں اور ان کا طرز ایسا رکھا جائے کہ دنیوی منصب وجاہ کے عشاق اس کوچے میں قدم نہ رکھ سکیں، بلکہ یہاں صرف وہی لوگ آئیں جنھوں نے دنیا کی ہر آسائش و آزمائش سے بالاتر ہو کر دینی علوم سے رشتہ جوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہو، اس جرم وفا میں ان کو گالیاں دی گئیں، طعن و تشنیع کے تیروں سے ان کے سینے چھلنی کیے گئے، اس کے حق میں ایسے ایسے فقرے چست کیے گئے کہ انہیں سن کر شیطان بھی پناہ مانگے، مگر آفرین ہے ان دلق پوش بوریہ نشین درویشوں کو کہ انہوں نے یہ سب کچھ دیکھنے سننے کے باوجود قال اللہ و قال الرسول کی چوکھٹ سے سر اٹھانا گوارا نہ کیا کہ:

موج خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اٹھ جائیں کیا

ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی کے بعد بھی ہمارے یہاں دو متوازی نظام تعلیم چل رہے ہیں، ایک انگریزی دور کی یادگار جس کا منتہائے نظر کرسی وملازمت، جیب اور پیٹ کے سوا کچھ نہیں، دوسرا دینی نظام تعلیم جس کا مقصد وحید دینی علوم واقدار کا تحفظ ہے، اگر اول الذکر مدارس تعلیم کا رخ دنیا سے دین کی طرف پھر گیا ہوتا اور وہ مغربی طرز تعلیم کے محور پر گھومنے کے بجائے مدنی فلسفہ تعلیم کے محور پر گردش کرنے لگتے تو ہم دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کو پرخلوص اور پرزور مشورے دے سکتے تھے کہ وہ بھی اپنے دائرہ عمل میں تبدیلی پیدا کرلیں، تاکہ عصری تعلیم اور دینی تعلیم کو ہم آہنگ کیا جاسکے، لیکن جب ہماری عصری تعلیم گاہوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، نہ ان کی وضع قطع اسلامی، نہ ان کی نشست و برخاست اسلامی، نہ ان کا طرز بود و باش اسلامی، نہ ان کے جذبات اسلامی، نہ ان کے مقاصد اسلامی، بلکہ اول سے آخر تک دنیا ہی دنیا مطمح نظر ہے، بلکہ برائے نام اسلامیات جو رکھی گئی ہے وہ بھی خالص دنیا کی خاطر ہے، جس سے نہ جذبہ عمل پیدا ہوتا ہے، نہ فکر آخرت، نہ تعلق مع اللہ کی دولت نصیب ہوتی، نہ اصلاح معاد کی، تو یہ بات فہم سے بالاتر ہے کہ آخر دینی مدارس کی کایا پلٹ کرنے پر کیوں زور دیا جاتا ہے؟ یہ معدودے چند درویش جو خدا تعالیٰ کے دین کے لیے وقف ہوگئے ہیں ان کو بھی دنیا ہی کا کلوروفام سنگھا کر آخر مدہوش و بیہوش کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟

اب اگر حکومت اور ان کے رفقاء عصری مدارس کی اصلاح کی طرف توجہ فرماتے، ان کے طرز تعلیم، نصاب تعلیم اور فلسفہ تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے تو مدارس عربیہ کی اصلاح خود بخود ہو جاتی، لیکن موجودہ حالات میں دینی مدارس کے ڈھانچہ کو تبدیل کردینا: ہمارے نزدیک نہ ان مدارس کے حق میں بہتر ہوگا، نہ ملک وملت کے حق میں۔ آج برصغیر میں دینی علوم کی پختگی، دینی فہم کی سلامتی اور دینی اقدار کے آثار ونشانات جو نظر آتے ہیں ان کی نظیر پوری دنیا میں کہیں نہیں ملتی، اور یہ انہی دینی مدارس کے طرز تعلیم اور ان بوریہ نشین طالب علموں کے اخلاص کی برکت ہے۔ اگر یہ نظام تعلیم بدل دیا گیا تو چند سال بعد یہاں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، دینی مدارس ضرور ہوں گے، مگر دین نہیں ہوگا۔ اس ضمن میں ہم ان علمائے کرام سے بھی گزارش کرنا چاہتے ہیں جن کی خیرخواہی کے لیے یہ سب کچھ ہوگا کہ یہ ان کے لیے شدید آزمائش ہے، انہیں اپنی خداداد بصیرت سے فیصلہ کرنا چاہیے کہ ان حالات میں دین کے تحفظ کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ۔

(ارباب اقتدار سے کھری کھری باتیں، ج:۲، ص:۲۹۰)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

مسلمان کسی نبی کی شان میں گستاخی کا تصور نہیں کرسکتا

ڈہرکی، گھوٹکی، پنو عاقل اور سکھر میں تحفظ ختم نبوت پروگراموں میں علماء کرام کا خطاب

رپورٹ: حافظ محمد اویس گجر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر مختلف پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ جن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مرکزی مبلغ مولانا محمد حسین ناصر کے بیانات ہوئے۔

۸/جنوری بعد نماز عشاء جامع مسجد عمر فاروق ڈہرکی میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ملک پاکستان میں دہشت گرد کارروائیوں میں قادیانی لابی ملوث ہے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں جو شروع دن سے ملک پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔

۹/جنوری بعد نماز عصر قادریہ مسجد پنو عاقل میں مختصر بیان ہوا اور بھائی غلام شبیر شیخ کے والد کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی۔

۹/جنوری بعد نماز عشاء الفاروق مسجد سکھر میں بیان کرتے ہوئے مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے بدعات و رسومات کا خاتمہ ہوا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت، آپ کا لایا ہوا دین، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن پاک اور حدیث رسول یہی امت کی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

۱۰/جنوری بعد نماز عشاء ہری مسجد نواں گوٹھ میں مولانا محمد حسین ناصر، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا۔ علماء کرام نے کہا کہ دینی مدارس اسلام کا قلعہ ہیں جن میں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے، دینی مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہود و نصاریٰ دینی مدارس کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں، جس میں وہ انشاء اللہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

۱۹/جنوری مدنی مسجد پنو عاقل تحفظ ناموس رسالت کے عنوان پر علماء کرام حافظ عبدالغفار شیخ محمد حسین ناصر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مغرب کی آزادی اظہار کے نام پر امام الانبیاء، خاتم الانبیاء جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مسلسل توہین آمیز شرارتوں نے ثابت کر دیا کہ تعصب و انتہا پسندی یہود و نصاریٰ میں ہے نہ کہ مسلمانوں میں۔ مسلمان جس طرح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت واحترام کو ایمان بلکہ عین ایمان سمجھتا ہے، اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سمیت دوسرے انبیاء کرام کی عزت واحترام کو بھی عین ایمان سمجھتا ہے اور کسی نبی کی شان اقدس میں گستاخی کا تصور نہیں کرسکتا۔ علماء کرام نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک بین الاقوامی جماعت ہے جو تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنی پرامن جدوجہد کے ذریعہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دے رہی ہے۔ جماعت کے اکابرین دن کو جلسے و کانفرنسیں کرتے ہیں جس میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ☆☆

ملفوظات حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

(سابق امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

۱:... "یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا۔" (خطبات حکیم العصر ج:۵ ص:۱۵۷)

۲:... "سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرف سے نبوت کا دعویٰ قابل برداشت نہیں۔" (خطبات حکیم العصر ج:۵ ص:۱۵۸)

۳:... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب اس دنیا میں واپس آنا، یہ اسلام کے ضروری عقیدوں میں سے ہے، جس کا انکار کرنا انسان کو ایمان سے اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔" (خطبات حکیم العصر ج:۹ ص:۱۸۸)

۴:... "اب کوئی نیا نبی آئے ایسا نہیں ہوگا اور اگر کسی کے دماغ میں اس قسم کا خیال آتا ہے تو یوں سمجھو کہ یا تو وہ پاگل ہے یا دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے شیطانی کردار ادا کر رہا ہے۔" (خطبات حکیم العصر ج:۹ ص:۱۸۹)

۵:... "اس دور کا سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قادیانیت کا فتنہ ہے، کیونکہ یہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے دوسرے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔" (ج:۱۲ ص:۱۳۸ بموقع ختم نبوت کانفرنس برمنگھم ۲۰۱۲ء)

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس

8 مارچ 2015

۱۶ جمادی الاول

بروز اتوار بعد نماز مغرب

بشیر احمد

بمقام مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر

قاری خلیل احمد | عبدالمجیب | عبدالصمد ہالیجوی | عزیز الرحمن | محمد سعد تھانوی

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت مولانا محمد رفیق جامی صاحب

فیصل آباد

عبدالقیوم ہالیجوی | محمد اشفاق | احسان احمد صاحب

عبداللطیف | مسعود احمد | اسداللہ | عطا محمد | جمیل احمد

محمد حسین ناصر | محمد ایوب شاہ | الٰہی بخش | عبدالغفار | محمد مبشر حسین

عبدالباری | عبدالوہاب | مسعود افضل | محمد رضوان | نذیر احمد

محمد حنیف | عبدالجبار | شکیل احمد | رشید احمد | عبداللہ | خادم میر معاویہ

آغا سید محمد شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر

0302-3623805

0300-3131165